جسے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا (سنہ ۱۹۱۳ء میں) قادیان سے

نمبر ۸۲ | مورخہ ۱۹ ر اپریل سنہ ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۶ ر شوال سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

مجلس مشاورت سنہ ۱۹۲۷ء کی روئداد

۱۵ر اپریل بعد نماز جمعہ و عصر جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں پڑھائیں۔ مجلس مشاورت کا اجلاس سوا تین بجے ہائی سکول کے بورڈنگ ہوس کے ایک کمرہ میں منعقد ہوا۔ اس دفعہ مدرسہ ہائی کے ہال کی بجائے بورڈنگ کا کمرہ اس لئے تجویز ہوا تھا کہ ہال میں گونج پیدا ہونے کی وجہ سے احباب کو آواز سنائی دینے کی جو شکایت تھی۔ اس کا انسداد ہو سکے۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دوران اجلاس میں احباب سے آواز پہنچنے کے متعلق دریافت فرمایا۔ تو معلوم ہوا بورڈنگ کا کمرہ بھی کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے حضور نے ارشاد فرمایا۔ (کل ۱۶ر اپریل) سے ہال میں ہی اجلاس ہوں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کے تلاوت قرآن کریم کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مع حاضرین دعا فرمائی۔ اور پھر افتتاحی تقریر کی جس میں انانیت اور نفسانیت کو قربان کر کے صرف خدا تعالیٰ کی منشاء اور مرضی کے ماتحت اپنے آپ کو بنا دینے کا ارشاد فرمایا۔ پھر مشورہ طلب امور پر اظہار رائے کے متعلق بعض ہدایات فرمائیں۔ اور ایجنڈا میں درج شدہ امور کی کسی قدر تشریح کی۔ اور خاص کر بیت المال کے متعلق نہایت پُر زور تحریک فرماتے ہوئے یہ اعلان فرمایا۔ کہ اگر تین ماہ تک سلسلہ کی مالی حالت درست نہ ہوئی۔ تو جماعت کے مخلصین کو دعوت دی جائیگی۔ کہ وہ آگے بڑھیں۔ ان کے کھانے پینے اور پہننے کے متعلق ایسی حد بندی کر دی جائیگی۔ جو زندگی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو۔ اور باقی سب کچھ خدا کی راہ میں خرچ کیا جائیگا۔ حضور نے فرمایا۔ میں نے اسی وقت سے اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ جب سے یہ نیت کی ہے۔ چنانچہ کل کھانے پر جب سالن آیا۔ تو میں نے کہہ دیا۔ دال لاؤ۔ دال منگا کر کھانا کھایا۔ یہ دیکھ کر میرے چھوٹے بچے نے بھی جس کی عمر پانچ چھ سال ہوگی۔ کہا میں بھی سالن نہیں کھاؤں گا۔ دال کھاؤں گا۔ اور اس نے بھی سالن کی بجائے دال کھائی۔

حضور کی اس تقریر کے بعد نظارتوں نے اپنی اپنی سالانہ رپورٹیں سنائیں۔ جن پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض ریمارکس کئے۔ اور پھر نظارتوں کو سوالات کے جواب دینے کا ارشاد فرمایا۔ اور جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کو اس کام پر مقرر کیا کہ سوال کرنے والوں کو باری باری موقعہ دیں۔ سوالات چھاپ کر ہر ایک نمائندہ کو دئیے گئے تھے۔ متعلقہ نظارتوں نے ان کے جواب دئیے۔

اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مختصر سی تقریر فرمائی نیز اعلان فرمایا۔ کہ صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشیس کو دعوت جو رمضان کی وجہ سے نہ دی جا سکی تھی۔ آج دی ہے۔ باہر سے جو اصحاب نمائندہ ہو کر آئے ہیں۔ وہ اور مقامی مجلس شوریٰ کے ممبران اجلاس کے ختم ہونے کے بعد اس دعوت میں شریک ہوں۔ جو میرے مکان پر دی جائیگی۔ چنانچہ احباب نے حضور کے ہاں کھانا کھایا ✤

پھر سب کمیٹیوں کے ممبر منتخب کرنے کے لئے چھپے ہوئے فارم تقسیم کئے گئے۔ جن میں ہر ایک سب کمیٹی کے آفیشل ممبروں کے نام درج تھے۔ اور منتخب شدہ ممبروں کے نام درج کئے جانے تھے۔ لیکن نمائندوں کو ایک دوسرے کے نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس طریق میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور گذشتہ سالوں کے طریق کے مطابق ہی سب کمیٹیوں کے ممبر منتخب ہوئے۔ جن کے صدر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیرونی اصحاب میں سے مقرر فرمائے۔ اور سیکرٹری ناظر متعلقہ کو بنایا۔ اور اجلاس ختم ہوا ✤

۱۶ر اپریل صبح سے دوپہر تک سب کمیٹیوں کے اجلاس مختلف مقامات پر ہوئے۔ اور پھر مجلس کی کارروائی شروع ہوئی۔ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

علاقہ سندھ کی انجمنہائے احمدیہ غور فرمائیں

خاکسار نے انجمن احمدیہ کوٹری کی حال کی میٹنگ میں یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ ہفتہ وار یا پندرہ روزہ تبلیغی ٹریکٹ علاقہ سندھ میں بزبان سندھی اور اردو عوام اور گدی نشینوں وغیرہ کی خدمت میں مفت بذریعہ ڈاک اور دیگر ذرائع سے بھیجا جایا کرے۔ لیکن مقامی فنڈ کی مشکلات درپیش ہوئیں۔ چونکہ علاقہ سندھ میں کسی انجمن احمدیہ کی طرف سے تبلیغ بذریعہ ٹریکٹوں کی صورت میں نہیں ہے۔ اور فی زمانہ اس کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے اس لئے دل نہیں چاہتا۔ کہ محض مالی مشکلات کو محسوس کر کے اس کار خیر کو چھوڑ دیا جائے۔ بدیں خیال عہدہ داران انجمن احمدیہ کراچی و حیدرآباد لاڑکانہ اور دیگر انجمن ہا احمدیہ علاقہ سندھ کی خدمت میں ملتجی ہوں کہ وہ انجمن احمدیہ کوٹری کے ساتھ ملکر عنداللہ ماجور ہوں۔ سب انجمن ہا کی طرف سے ٹریکٹ جاری کئے جایا کریں۔ اور حصہ رسدی رقم سب انجمنیں ادا کریں۔ اور ہر ایک انجمن اپنے اپنے علاقہ میں اس کی اشاعت کرے۔ اس معاملہ میں فوری رائے مطلوب ہے اور یہ بھی مطلع فرمایا جائے۔ کہ علاقہ سندھ میں کس کس جگہ احمدیہ انجمنیں ہیں۔ اور خط و کتابت کس واسطے کیا جاتا ہے۔

احقر فیض محمد ریلوے گارڈ - سیکرٹری انجمن احمدیہ کوٹری ضلع کراچی

تائیدی سطور

مجھے مندرجہ بالا تجویز کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ خواہش مدت سے میرے دل میں جزن ہے۔ کہ سندھ کی سب انجمنیں مل کر کام کریں۔ اور متفقہ کوشش سے تبلیغ سلسلہ حقہ کی کریں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ سندھ کی کوئی بھی انجمن انفرادی طور پر کماحقہ تبلیغ بذریعہ ٹریکٹ نہیں کر سکتی۔ میں نے بعض احباب سے جو دوسری انجمنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ذکر کیا تھا۔ مگر اس وقت انہوں نے اتفاق نہ کیا تھا اب امید ہے۔ کہ اس تحریک پر لبیک کہنا پسند کرینگے۔ بہر حال کراچی آپ سے مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہے۔ خاکسار نیاز محمد پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی۔

حصہ وصیت میں اضافہ

سید مبارک علی شاہ صاحب موصی ۱۲۴۲ ڈنگہ ضلع گوجرات سے لکھتے ہیں قریب ڈیڑھ سال سے خاکسار کی یہ خواہش تھی۔ کہ چندہ وصیت کی شرح کو ۱/۱۰ حصہ کی بجائے ۱/۸ حصہ کر دوں۔ لیکن بوجہ بیکاری اس خواہش کو پورا نہ کر سکا۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یکم اکتوبر سے ایک روزگار عطا فرما دیا ہے۔ لہذا عرض ہے۔ کہ آیندہ میرے چندہ حصہ آمد وصیت کی شرح ۱/۸ ہو گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد سرور شاہ - سیکرٹری مجلس کار پرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔

قبول اسلام

جمنا داس سنیاسی جس کی عمر تیس برس کی ہے۔ اس نے میرے ذریعہ اسلام قبول کیا۔ احمدی دوست اس کے حق میں دعا کریں (۲) سری رام قوم برہمن ساکن قصبہ بیور جس کی عمر ۲۵ برس یا تیس برس کی ہو گی۔ وہ جامع مسجد میں آ کر خدا سے دعا کیا کرتا ہے ہندوؤں نے دیکھا تو منع کیا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ مندر میں سوائے پتھروں کے اور کچھ نہیں ہے۔ مسجد میں اللہ تعالیٰ ہے جس سے میں دعا کرتا ہوں۔ راقم فیض علی احمدی قصبہ بیور ضلع مین پوری

احمدیان کلکتہ کا ایڈریس

منشی احمد جان صاحب سیکرٹری تبلیغ کلکتہ کے الہ آباد تبدیل ہو جانے پر بطور اعتراف خدمات و ادائے شکریہ انجمن احمدیہ کلکتہ نے ان کو ایک ٹی پارٹی دی۔ اور اردو میں ایڈریس پیش کیا۔ کلکتہ ینگ احمدیہ فرینڈز کی طرف سے بھی انگریزی زبان میں ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔

خاکسار ابو طاہر محمد احمد عفا اللہ عنہ امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔

ولادت

مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی صاحبزادی اہلیہ میاں محمد سعید صاحب ابن سیٹھ ابو بکر صاحب جدہ کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱ر رمضان المبارک کو لڑکا پیدا ہوا ہم دونوں خاندانوں کو مبارکباد کہتے۔ اور احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ مولود کے صالح ہونے اور لمبی عمر پانے کے لئے دعا کریں۔

(۲) خداوند کریم نے محض اپنے فضل اور رحم اور حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے عاجز کو ایک لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔

میں اس ولادت کی خوشی میں بطور شکر گذاری کے ایک سال کے لئے الفضل کسی ضرورتمند کے نام جاری کراتا ہوں۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود بچہ کو تمام صفات حسنہ کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اور خادم دین بلند اقبال کرے۔ آمین۔ خاکسار سید محمد عبد الحمید احمدی آف کمرشل ہوس

(۳) الحمد للہ! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آج ۳ر مارچ مجھے تیسرا لڑکا عطا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام عبد النور رکھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو بانصیب اور خادم دین بنائے۔

عبد الحمید ریلوے آڈیٹر - لاہور

دعائے مغفرت

(۱) میرے والد صاحب یکم رمضان ۱۳۴۵ھ کو جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ ضلع ملتان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے مریدوں میں سے تھے۔ سب احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ عاشق محمد ولد مہر محمد اعظم قوم سیال ساکن باگڑ سرگانہ (ملتان)

(۲) ہماری انجمن کے پریذیڈنٹ چوہدری فتح صاحب نمبردار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خادم تھے۔ اور جنھوں نے ۱۸۹۸ء میں بیعت کی تھی۔ جمعۃ المبارک کی شام کو اپنے حقیقی مولا سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک قابل قدر اور دانا آدمی تھے۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

احقر یعقوب خان۔ گھنوکے ججہ۔ ڈسکہ سیالکوٹ

(۳) ہماری جماعت کے پرانے ممبر میاں گھسیٹے خان صاحب کا رمضان مبارک کے آخری دن یعنی ۳ر اپریل کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت پرانے و مخلص احمدی تھے اور باوجود ان پڑھ اور تنگدست ہونے کے اچھے اچھے صاحب علم اور امیروں کو اس قدر دلیری کے ساتھ برجستہ جواب دیا کرتے تھے کہ سب لوگ حیران و ششدر ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

خاکسار: محمد عبد الرشید۔ تاجر چرم۔ بٹالہ

(۴) میرا بیٹا شریف احمد بعارضہ انفلوئنزا ونمونیہ ایک ہفتہ بیمار رہ کر وفات پا گیا ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت و والدین کے لئے دعائے ترقی ایمان و ایقان فرمائیں۔

عبد القیوم۔ ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول لورالائی

انگریزی ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کا سوال

میں نے اپنی کسی پہلی چٹھی میں ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے لئے ان احباب کو توجہ دلائی تھی جو سلسلہ میں داخل نہیں۔ معزز ہمعصر الفضل میں اس کے متعلق نوٹ شائع ہوا ہے۔ میں اس کا احترام کرتا اور اپنی غلطی کے اعتراف میں لذت محسوس کرتا ہوں۔ فی الحقیقت سلسلہ کے فدائیوں نے کبھی ایسا موقعہ آنے ہی نہیں دیا۔ اور نہ یہ سلسلہ کی روایات کے موافق ہے۔ میں اس اصلاح اور تصحیح کی تائید کرتا ہوا اور اپنے دوستوں سے کہتا ہوں۔ کہ کیا آپ میرے مطالبہ دس ہزار کو پورا کرنے میں پیچھے رہو گے۔ مجھے یاد ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ریویو انگریزی کیلئے اخبار وطن کے ذریعہ اشاعت کا سوال درپیش تھا۔ جو سلسلہ کے اصولی عقائد کی اشاعت کے مسئلہ پر آکر سلسلہ کی عظمت و وقار کو قائم رکھتے ہوئے اس کی امداد کے ترک پر ختم ہوا۔ اس وقت الحکم میں جب اس خط و کتابت کو شائع کیا گیا تو فدایان ملت نے حیرت انگیز ایثار کا نمونہ دکھایا تھا۔ اگرچہ یہاں تو ایسا موقعہ پیش نہیں آیا۔ میں نے جیسا کہ الفضل نے صحیح طور پر لکھا ہے ایک جوش میں بعض احباب کا نام لیکر لکھا۔ مجھے خوشی ہے کہ میری آواز شاید ان کے کانوں تک پہنچی ہے جو اسے سن نہیں سکے۔ اور اس طرح مجھے اپنی غلطی کا پہلے ہی قدم پر علم ہو گیا۔ اس لئے میں جماعت کے غیور دوستوں کو پھر ایک بار توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ریویو کے لئے دس ہزار خریدار پیدا کر کے دکھا دیں۔ کہ وہ اپنی ہمت اور عزم کے دھنی ہیں۔

(خاکسار عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ - قادیان دارالامان - ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء

جاپان کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

اہل جاپان کے دردانگیز اور عبرتناک حالات

اس سال کی مجلس مشاورت کے متعلق جو ایجنڈا شائع ہوا ہے اس میں نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے ایک تجویز یہ پیش ہے:-

"چونکہ جاپان آئے دن اللہ تعالیٰ کی قہری تجلیات کا آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ اور شدید زلزلے جو اس زمانہ کا خاص عذاب ہے۔ بار بار تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد جاپان میں آئے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے نور ہدایت اس ملک میں کما حقہٗ طور پر پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس غرض سے ایک مستقل مشن یا کم از کم ایک سال کے لئے احمدیہ مشن ہاؤس جاپان میں مقرر کیا جائے"

اس تجویز پر چونکہ مجلس مشاورت میں جماعت احمدیہ کے نمائندے غور کرینگے۔ اور اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ جو مناسب خیال فرمائینگے۔ فیصلہ صادر کرینگے۔ اس لئے ہم اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہوئے صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک عرصہ سے جاپان کس طرح خدا تعالیٰ کی قہری تجلیات کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ اور ان میں دن بدن کس قدر اضافہ ہو رہا ہے۔

سنہ ۱۹۲۵ء میں جب جاپان میں ایک نہایت تباہ کن اور خطرناک زلزلہ آیا جس سے ہزارہا انسان ہلاک ہو گئے۔ اور بے حد مال کا نقصان ہوا۔ تو اس وقت ایک ہندو اخبار نے لکھا۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ جاپان کے ایک بہت بڑے اور بااثر آدمی نے ایک بڑے مجمع میں خدا کے متعلق تمسخر اور استہزا کرتے ہوئے کہا تھا۔ خدا کی حکومت لوگوں کے دلوں سے اٹھانے کے لئے ہم جو کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں بہت کچھ کامیابی ہو رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے جب اس ملک میں کسی کی زبان پر بھی خدا کا نام نہیں ہو گا۔

اسپر نہ صرف اس مجمع میں سے جس میں یہ کہا گیا تھا کسی نے مخالفت میں آواز نہ بلند کی۔ بلکہ سارے ملک میں سے بھی کوئی اس کے خلاف نہ اٹھا گویا سارے کا سارا ملک ہی خدا کے واحد قہار کی حکومت سے بغاوت اختیار کر چکا تھا۔ یا جن دلوں میں خدا کی کچھ وقعت باقی تھی۔ وہ اس قدر کمزور اور تھوڑے تھے کہ دوسروں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی ان میں جرأت نہ تھی۔

اسی ایک بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جاپانی لوگوں کی مذہبی حالت کس حد کو پہنچ چکی ہے۔ اور ان پر خدا تعالیٰ کے جو عذاب پے بہ پے آ رہے ہیں وہ بلا وجہ نہیں ہیں۔ ذیل میں ان کا نہایت مختصر ذکر ملاحظہ فرمایئے۔ اور پھر بتایئے۔ ایسی حالت میں جاپان کے متعلق جماعت احمدیہ کا کیا فرض ہے۔ اور اس فرض کی ادائگی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

پچھلے دنوں جاپان میں جو زلزلہ آیا۔ اور جس کی نہایت دردناک تفاصیل اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس کی وجہ سے ٹوکیو اوساکا اور اوساکا سے ساحل سمندر تک شہروں کے شہر اجڑ گئے۔ ٹوکیو۔ اوساکا۔ کوبے۔ کیوٹو۔ نگویا اور یاکوہاما جاپان کے چھ بڑے بڑے شہر تھے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی تباہی کے عبرتناک اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا۔

سنہ ۱۸۸۵ء سے سنہ ۱۸۹۴ء تک دس برس کی مدت میں بارہ ہزار سات سو مرتبہ زلزلے آئے۔ سنہ ۱۹۰۲ء سے سنہ ۱۹۰۷ء تک چھ سال کے عرصہ میں ہر سال اوسطاً ایک ہزار چھ سو پانچ دفعہ زلزلہ آیا۔

سنہ ۱۸۹۱ء میں مینو اوادی کے زلزلہ میں سات ہزار انسان مارے گئے یکم ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء کو دوپہر کے وقت جاپان پھر ایک عظیم الشان مصیبت کا شکار ہوا۔ ایسا زبردست زلزلہ آیا۔ کہ غالباً دو لاکھ انسان اس کی نذر ہو گئے۔ ٹوکیو اور یوکوہاما کے وسیع اور آباد شہر منہدم ہو کر کھنڈر بن گئے۔

اس زلزلہ کی ہیبت اور دہشت کا دور دورہ اس طرح شروع ہوا۔ کہ گیارہ بجکر اٹھاون منٹ پر ایک ہیبت ناک آواز سنائی دی یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ آواز بہت دور سے آ رہی ہے۔ اس کے بعد اس زور کا زلزلہ آیا۔ کہ زمین اچھل اچھل گئی۔ اور پھر اپنی جگہ آ رہی۔ مگر شومئی قسمت۔ دوپہر کا وقت تھا۔ مستورات کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔ کہ یہ مصیبت نازل ہوئی۔ اور انگیس روز تک تو زلزلوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اور تین سو دفعہ بھونچال آیا۔

اہل جاپان کے لئے اسی بطش شدید کو کافی نہ سمجھا گیا۔ بلکہ اس میں نہایت الم انگیز اور دردناک اضافہ اس طرح ہوا۔ کہ دہکتے ہوئے کوئلے جو اس وقت کھانا پکانے کے لئے جل رہے تھے۔ اور ہمیشہ آرام اور سکھ کا ذریعہ ثابت ہوتے تھے۔ اس دہشتناک زلزلہ کی وجہ سے بکھر گئے۔ اور اس طرح ہزاروں گھروں کو آگ لگ گئی۔ پھر ہوا اور آندھی کا طوفان آیا۔ جس نے آگ کے شعلے بہت بلند کر دئے۔ اور چشم زدن میں آگ اس طرح پھیلی۔ کہ یوکوہاما کے عظیم الشان شہر کا ایک گھر بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور شہر کا شہر خاکستر ہو کر کھنڈر بن گیا۔

ٹوکیو کی آبادی بیس لاکھ سے زیادہ تھی۔ لیکن پندرہ لاکھ نفوس زلزلہ کی تباہی اور آگ کی مصیبت کی نذر ہو گئے۔ ٹوکیو کے ایک حصہ میں جسے یوشی وارہ کہتے ہیں۔ دو ہزار عورتیں شعلوں کی تپش سے محفوظ رہنے کے لئے اس علاقہ کی ایک خوبصورت اور خوشنما جھیل میں جا کودیں۔ لیکن پانی تک ابل رہا تھا۔ اور یہ دو ہزار عورتیں اس ابلتے ہوئے پانی میں ابل کر مر گئیں۔

ہونجو ٹوکیو میں فوج کے کپڑے اور وردی کا گودام تھا۔ جس کے قریب ایک بہت بڑا کھلا میدان تھا۔ چونتیس ہزار انسان اپنے محبوب ترین دیوتاؤں کو اٹھائے موت سے بچنے کے لئے گھروں سے نکلے۔ شعلے بلند ہو رہے تھے۔ عمر بھر کی کمائی تباہ ہو رہی تھی لیکن جان سب چیزوں سے پیاری ہے۔ ان چونتیس ہزار انسانوں نے جان بچانے کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن سب کے سب جل بھن گئے صرف دو سو موت کے منہ سے بچ نکلے۔

تباہی اور بربادی کے اس الم انگیز موقعہ پر باشندگان جاپان عالم یاس میں صرف یہی کلمہ زبان پر لاتے تھے۔ "کوئی چارہ کار نہیں" اور کچھ نہیں کہتے تھے۔ غم اور رنج کی وجہ سے ان کے گلے خشک تھے۔ ان کے حواس باختہ تھے۔ لیکن ان کی آنکھوں سے قطرہ اشک گرتا نظر نہیں آتا تھا۔ گویا شدت غم سے ان کے آنسو بھی خشک ہو گئے تھے۔

جاپان متواتر سالہا سال سے جن حالات اور واقعات میں سے گذر رہا ہے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے غضب کا ثبوت ہیں۔ اور یقیناً ہیں۔ پھر اگر یہ درست ہے۔ اور یقیناً درست ہے۔ کہ قومیں اصلاح نفس اور خشیت اللہ پیدا کر کے غضب الٰہی سے بچ سکتی ہیں۔ اور بچتی رہی ہیں۔ تو ہماری جماعت بآسانی فیصلہ کر سکتی ہے۔ کہ جاپان کے عبرتناک اور دردانگیز واقعات ہم سے کیا مطالبہ کر رہے ہیں اور ہمیں اسے پورا کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ بنکر ایسے لوگوں کے دل پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں جنہیں تباہ و برباد ہونا ہوتا ہے۔ لیکن ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے معبود حقیقی کے آگے جھکنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی لوگوں کی فکر ہے۔

پٹھانوں اور سکھوں پر بنگالیوں اور مدراسیوں کی حکومت

ولایت کی خبر ہے۔ کہ سر مائیکل اوڈوائر نے "ایوننگ نیوز" میں ایک آرٹیکل شائع کرایا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں۔ اگر انڈین سینڈہرسٹ کمیٹی کی سفارشات منظور کی گئیں۔ تو ہم دس سال کے اندر اندر دیکھ لینگے۔ کہ بنگالی پٹھانوں پر اور مدراسی سکھوں پر حکومت کر رہے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بنگالی اور مدراسی اگرچہ اعلیٰ عہدے حاصل کر کے فوج کی رہنمائی نہیں کر سکتے۔ لیکن اس کمیٹی نے اعلیٰ عہدوں کے حصول کے لئے جو امتحانات رکھے ہیں۔ وہ بہ نسبت پٹھانوں اور سکھوں کے کثرت سے پاس کر لینگے۔ اور اس طرح پٹھانوں اور سکھوں پر جن کے رگ و ریشہ میں فوجی زندگی اور فوجی قابلیت داخل ہے۔ ایسے لوگ حکمرانی حاصل کر سکیں گے۔ جنھیں آج تک فوجی زندگی سے کبھی تعلق نہیں رہا ؎

یہ صداقت بات ہے۔ کہ بعض صفات قوموں میں ورثتہً آتے ہیں۔ اور دلیری و شجاعت اور جسمانی قوت جو فوجی قابلیت کے لئے نہایت ضروری صفات ہیں۔ انہی صفتوں میں سے ہیں۔ جو ورثہ میں ملتی ہیں۔ اس لئے کوئی ایسی قوم جس کی قومی روایات شجاعت اور بہادری کے کارناموں سے خالی ہوں۔ اس کے افراد فوجی کالج کا کورس پورا کر کے امتحان تو پاس کر سکتے ہیں۔ اور فوجی زندگی رکھنے والے لوگوں سے زیادہ عمدگی سے پاس کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی سی صفات نہیں پیدا کر سکتے۔ اور یہ ایسی بات ہے۔ جسے فوج کے اعلیٰ عہدوں پر ہندوستانیوں کو مقرر کرتے ہوئے ضرور گورنمنٹ کے مدنظر رہنا چاہیئے۔ اور ان اقوام کی خاص رعایت کرنی چاہیئے۔ جو فوجی صفات کا عملی ثبوت دیتی چلی آ رہی ہیں سر مائیکل اوڈوائر نے پٹھانوں اور سکھوں کا ذکر کرتے ہوئے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ جو قومیں پشتہا پشت سے فوجی زندگی کی خوگر ہیں۔ ان کے حقوق کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ؎

مرد کی خوبصورتی

جن مردوں اور لڑکوں کو اپنے حسن اور خوبصورتی پر ناز ہو۔ اور اسے دوسروں پر اپنی فوقیت کی ایک وجہ سمجھتے ہوں۔ انہیں یورپ کے ایک مشہور مالک کارخانہ جات اور کامیاب کاروباری شخص کے حسب ذیل الفاظ پڑھنے چاہئیں۔

باوجود مستثنیات کے میرا تجربہ مجھے یہی بتاتا ہے۔ کہ بچپن کے زمانہ سے خوبصورت آدمی کی خوبصورتی کی تعریف اس کی سیرت کو بگاڑ دیتی ہے۔ اس کی طبیعت میں جبلی کاہلی اور خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے اپنے دفتر میں ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں جنھیں اپنے حسن کی کشش پر ناز ہو۔ مجھے حسن کی بجائے قابلیت چاہیئے۔ میرے نزدیک خوبصورت مرد وہ ہے۔ جو خوبصورتی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا ہے ؎

حسن بلاشبہ ایک نعمت خداداد ہے لیکن جس طرح ہر اچھی چیز کا برا استعمال برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح جسے یہ حاصل ہو۔ وہ اگر اپنی سیرت کو اعلیٰ نہیں بناتا۔ اور اپنے اندر قابلیت پیدا نہیں کرتا۔ تو اپنی ذلت کے لئے خود گڑھا کھودتا ہے۔ عالم شباب میں تو شاید کوئی بھی ایسا انسان نہ ہو گا۔ جو اپنی خوبصورتی کا مدعی نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک نوجوان کو اس نصیحت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اپنے آپ کو اعلیٰ کیریکٹر اور شاندار قابلیت کے ساتھ مزین کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ خوبصورت مرد وہی ہے۔ جو خوبصورتی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔ خواہ وہ فرائض اس کی دنیوی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں یا روحانی زندگی سے۔ خواہ اس کے ملک سے تعلق رکھتے ہوں یا دین سے ؎

سازش کاکوری کے مجرموں کے متعلق

بغاوت ایک نہایت ہی خطرناک جرم ہے۔ اور اس کے ثابت ہونے پر جو بھی سزا دی جائے۔ اسے ناواجب نہیں کہا جا سکتا لیکن ایک پہلو عفو کا بھی ہوتا ہے۔ جسے اس وقت استعمال کرنا مناسب ہوتا ہے۔ جب سزا کی بجائے معاف کر دینے سے عمدہ نتیجہ نکلے اسلام نے ایسے ہی موقع کے متعلق کہا ہے۔ فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللّٰہ ؎

کچھ عرصہ سے سازش کاکوری کے نام سے لکھنؤ میں جو بغاوت کا مقدمہ چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔ سشن جج واقعات اور شہادات کی بناء پر جن ملزموں کے متعلق اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ انہوں نے حکومت کے خلاف سازش میں حصہ لیا۔ انہیں ان کے جرم کے مطابق مختلف قسم کی سزائیں دی ہیں۔ بعض کو حبس دوام اور بعض کو پھانسی کی سزائیں دی گئی ہیں۔

اس بارے میں قابل توجہ پہلو یہ ہے۔ کہ مجرم زیادہ تر نوعمر اور نوجوان ہیں۔ جنھوں نے اپنی نادانی اور جوش جوانی میں سازش جیسے قبیح فعل کے لئے دوسروں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بننا منظور کیا۔ انہی وجوہات سے سرکاری وکیل نے بھی مجرموں کے لئے رحم کی درخواست کی تھی۔ ہمارے نزدیک اگر ان میں اصلاح اور درستی کی طرف میلان پایا جائے۔ تو گورنمنٹ کو ان کی سزائیں اس حد تک کم دینی چاہیئیں۔ کہ ان کی ساری زندگی برباد نہ ہو جائے۔ اور وہ باامن شہریوں کی سی زندگی گذار سکیں۔

مادر زاد ننگے سادھوؤں کا جلوس

ان دنوں ہردوار میں کمبھ کا میلا ہے۔ جس میں اقطاع ہند کے لاکھوں ہندو جمع ہو رہے ہیں۔ جن کے رنگ ڈھنگ۔ اوضاع و اطوار اور چال ڈھال سے پرانی ہندو تہذیب اور مذہبی خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔ ہندو ان ہوئے سادھوؤں کا ایک بہت بڑا جلوس نکلا۔ جس کے حالات "ملاپ" ۱۶ اپریل کے خاص نامہ نگار نے جو لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔ کہ جلوس دیکھنے کے لئے بے شمار مرد و عورتیں سڑکوں بازاروں اور گھاٹوں پر جمع ہو گئے۔ سب آگے دو مادر زاد ننگے سادھو مرہٹی کھیل رہے تھے۔ اس کے پیچھے سادھو گھوڑوں۔ ہاتھیوں پر سوار تھے۔ کچھ پیدل چاندی کے علم اٹھائے چل رہے تھے۔ پھر پالکیوں میں سادھو مہنت بیٹھے تھے۔ ان کے پیچھے وہ شرمناک اور وحشیانہ تہذیب کا نظارہ آیا۔ جسے دیکھ کر ہر ہندو کو شرم کے مارے سر جھکا لینا چاہیئے۔ میری مراد مادر زاد ننگے سادھوؤں کی منڈلی سے ہے۔ ایک نہیں دو نہیں۔ سو دو سو نہیں۔ بلکہ چھ سو سے زیادہ الف ننگے سادھو جا رہے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس قسم کے مادر زاد برہنہ رہنے والے اٹھارہ ہزار سادھو کل ہندوستان میں ہیں یہ مادر زاد ننگے سادھو دتاتریہ سوامی کی جے اور سناتن دھرم کی جے کے نعرے لگاتے جاتے تھے۔

ان مادر زاد ننگوں کے پیچھے پیچھے پانسو سادھو عورتوں کا جلوس بھی تھا۔ جس میں آٹھ نو برس کی لڑکیوں سے لیکر ستر اسی برس تک کی عورتیں شریک تھیں ؎

"ملاپ" کے نامہ نگار نے تو سادھوؤں کے حیا سوز نظارہ کی تاب نہ لا کر ہندوؤں کے متعلق یہ کہا ہے۔ کہ "ہر ہندو کو شرم کے مارے سر جھکا لینا چاہیئے" لیکن کیا وہ لاکھوں ہندو مرد عورتیں جو اپنی آنکھوں سے ننگے سادھوؤں کو دیکھ رہی تھیں انھوں نے بھی اپنے سر جھکا لئے تھے۔ اس کا پتہ اسی نامہ نگار کے ان الفاظ سے لگ سکتا ہے۔ کہ "دو عورتیں ننگے سادھوؤں کے پاؤں کے نیچے کی مٹی اٹھا لیتی تھیں۔ اور بطور تبرک پاس رکھ لیتی تھیں" جس قوم کے مذہبی پیشواؤں اور دینی راہ نماؤں کی یہ حالت ہو۔ اس کی تہذیب کا اندازہ خود ہی کر لیجئے۔ یہ ان شرمناک اور انسانیت کش رسوم کا بقیہ ہے۔ جنھیں ہندو مذہبی تقدیس کا جامہ پہنا کر ادا کیا کرتے تھے۔ اور جن کا بہت بڑا حصہ ہندوستان میں اسلام کے آنے کی وجہ سے مٹ گیا۔ ہندو صاحبان اگر اسلام کی پورے طور پر قدر کرتے۔ تو آج جو باتیں شرم سے ان کے سر جھکانے کے لئے باقی رہ گئی ہیں۔ وہ بھی نظر نہ آتیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندو حق ناشناس اور احسان فراموش بجائے اسلام میں سو سو نقص نکالنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اور اسلام کی ہر بات انہیں عیب دار نظر آتی ہے ؎

مکتوب امام علیہ السلام

ایک ڈاکٹر صاحب کے سوالات کے جواب

ایک غیر احمدی ڈاکٹر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں چند سوالات بھیجکر ان کے جواب کی درخواست کی۔ حضور نے انہیں حسب ذیل خط لکھوایا:۔

پیدائش مخلوق سے منشاء ایزدی

آپ کے سوالات موصول ہوئے۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے، کہ مخلوق کی پیدائش سے منشاء ایزدی کیا ہے۔ اس کا جواب خود اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے فرماتا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنی میں نے جن وانس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ میری عبودیت اختیار کریں۔ اور عبودیت کے معنے عربی زبان میں ایسی حالت اختیار کرنے کے ہیں۔ جس میں اپنا کوئی ارادہ باقی نہ رہے، اور خشونت دور ہو کے ایسی نرمی پیدا ہو جائے کہ دوسری چیز اس پر مہر کی طرح کھُد جائے۔ پس پیدائش انسانی کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جو وراء الوراء ہے، اور جس کی صفات کا ظہور نہایت ہی باریک اور مخفی ذرائع سے ہوتا ہے۔ اس کی صفات کا ایک ظاہری نشان قائم کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ انسان کو ایک ایسا آئینہ بنائے۔ جس پر اس کی صفات منعکس ہو کر لوگوں کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف کشش کا موجب ہوں۔ اور مخلوق پر خدا تعالےٰ کی صفات ایک مجسم شکل میں جلوہ گری کریں۔ چنانچہ وہ کامل وجود جن کا نام محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ ان کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان میں تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ یعنی ان کے پیچھے چلنا تمہارے کامل بن جانے کا ایک نسخہ ہے۔ ایک طرف اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا۔ کہ ہم نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ وہ ہماری صفات کو اپنے اندر پیدا کریں اور دوسری طرف اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا۔ کہ اسی غرض کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے ہیں۔ ان دونوں باتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی صفات کے ظاہری نشان تھے۔ پس منشاء الٰہی انسان کی پیدائش سے یہی ہے۔ کہ ایسے وجود پیدا کئے جائیں جو مخلوق میں سے ہو کر خدا کی صفات کو ظاہر کرنیوالے ہوں۔

مخلوق پر خالق کی طرف سے پابندیوں کی غرض

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ مخلوق کی پیدائش کے بعد اس پر اس قدر پابندیاں اور اس قدر احکام عائد کرنا خالق اور مخلوق کو کیا فائدہ دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ تمام پابندیاں اور قیود مخلوق ہی کے فائدہ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا رحم یہ تقاضا کرتا ہے۔ کہ انسان نامکمل نہ رہے اور اس کے نقائص اور عیوب دور ہو جائیں۔ جس طرح استاد اپنے شاگرد کو کام دیتا ہے۔ اور بعض باتوں کے کرنے سے روکتا ہے۔ اس سے محنت کرواتا ہے۔ اس کو صاف رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور بری باتوں سے بچنے کی تاکید کرتا ہے۔ اس میں استاد کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ طالب علم کا ہی فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو احکام دیئے جاتے ہیں۔ وہ مخلوق کے فائدے کے لئے دیئے جاتے ہیں:

مخلوق کے نہ ہونے سے خالق کا کیا نقصان ہوتا

تیسرا سوال آپ کا یہ ہے۔ کہ اگر مخلوق کی پیدائش نہ ہوتی۔ تو خالق کو کیا نقصان تھا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ سوال ہی درست نہیں کیا خالق کے نقصان یا عدم نقصان کا سوال ہی نہیں۔ جب آپ کہتے ہیں۔ کہ اگر مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔ تو خالق کا کیا نقصان تھا۔ تو درحقیقت آپ دو ضدین جمع کرتے ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی شخص کہے بینا کو اگر نظر نہ آتا تو اس میں بینا کا کیا نقصان تھا۔ اگر بولنے والے سے بولا نہ جاتا تو بولنے والے کا کیا نقصان تھا۔ اگر سننے والے سے سنا نہ جاتا تو سننے والے کا کیا نقصان تھا۔ جب خدا تعالےٰ خالق ہے۔ تو یہ کہنا کہ وہ اگر مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ تو خالق کا کیا نقصان تھا ان دونوں باتوں میں تضاد ہے۔ درحقیقت اس میں نقصان کا سوال ہی نہیں۔ یہ تو حسن کا ظہور ہے۔ حسن ظاہر ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص اس کو حسین کی احتیاج قرار نہیں دے سکتا۔ اس کا کمال اور جلوہ ہوتا ہے۔ اور کمال اور جلوہ کو نقصان نہیں قرار دیا جاسکتا:

کیوں آزاد نہ رہنے دیا

آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ جب پیدائش کی گئی۔ تو اس قدر پابندیاں کیوں عائد کی گئیں۔ کیوں آزاد ہی نہ رہنے دیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تو انسان پر پابندی نہیں۔ ہاں انسان کو رستہ دکھایا گیا ہے۔ اور کسی کو سیدھا رستہ دکھانا پابندی نہیں کہلاتی۔ انسان کو مقدرت دیکر پیدا کرنیکے بعد بغیر ہدایت کے اور بغیر اس طریق کے بتلانے کے جس پر چلکر وہ کامل وجود ہو سکے چھوڑ دینا یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے خلاف تھا۔ پس رحمت کے تقاضا نے یہ نہ چاہا۔ کہ آنکھیں دے اور روشنی پیدا نہ کرے۔ عقل دے اور علم پیدا نہ کرے۔ ہاتھ دے اور ان کے استعمال کا طریق نہ بتلائے۔ چونکہ انسان کی اس قسم کی آزادی میں اسکی اپنی تباہی۔۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور محمدی بیگم کی پیشگوئی

(گذشتہ سے پیوستہ)

متشابہ محکم کے تابع

پیشگوئیوں کے متعلق یہ امر بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ کہ متشابہات کو محکمات کے تابع کیا جائے۔ نہ یہ کہ محکمات کو متشابہات کے تابع۔ کیونکہ محکمات اصل ہیں۔ اور متشابہات فرع۔ اور فرع اصل کے تابع ہوتی ہے۔ پس اگر ثابت ہو جائے۔ کہ مدعی نبوت کی صداقت محکمات کے رُو سے ثابت ہے۔ تو متشابہ کے پیچھے نہ پڑنا چاہیئے کیونکہ محکمات کو ذریعۂ ایمان بنایا گیا ہے۔ اور متشابہات کو ذریعہ امتحان۔ پھر محکمات کو نظر انداز کر کے متشابہات کے پیچھے پڑنے کو خدا تعالےٰ نے حسب ارشاد فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ۔ زیغ قلب کی علامت قرار دیا ہے جس کے لئے فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ کا فتوے بھی موجود ہے:

اندازی پیشگوئی کی غرض

چونکہ خدا تعالےٰ مالک یوم الدین ہے اور انسان کے ہر فعل پر اس کی سزا یا جزا کے طور پر اپنے فعل کو ظہور میں لاتا ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ کا انذاری پیشگوئیوں میں یہ قانون ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ کہ ہر انذاری پیشگوئی انسان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اگر اس میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔ تو خدا تعالےٰ بھی اپنے فعل کو اس کے مطابق بدل لیتا ہے۔ چنانچہ آیت مَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور آیت مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ اور آیت وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ میں خدا تعالےٰ نے بتا دیا ہے۔ کہ استغفار والے کو شکر گذار اور ایمان والے کو اور بہت کو صفت عفو کے ماتحت ہی عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ارشاد وَسِعَتْ رَحْمَتِیْ کُلَّ شَیْءٍ اور ارشاد سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ کے رُو سے غلبہ صفاتِ رحمت کو ہی حاصل ہے۔ ہاں صفات جلالیہ کہ جن کی تجلّی انذاری نشان میں ظاہر ہوتی ہے۔ ان کا اصل مقصد اور اصل غرض بھی تادیب ہی ہے۔ خواہ بصورت لزوم نفعی خواہ بصورت عبرت۔ جیسا کہ سورہ طٰہٰ کی آیت ذیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْہِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَہُمْ ذِکْرًا۔ یعنی ہم نے

قرآن کو عربی زبان میں مناسب طور پر نازل کیا ہے۔ اور اس میں بار بار وعید کو بیان کیا ہے۔ تا لوگ ان پیشگوئیوں کے جو عذاب کے متعلق ہیں اور انذاری ہیں۔ محل وقوع بننے سے بچ جائیں۔ اور اگر اس طرح سے وہ فائدہ نہ اٹھائیں۔ تو پھر ان کی ہلاکت اور ان کا عذاب میں مبتلا ہونا دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو سکے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وعیدی پیشگوئیوں کی اصل غرض اور مقدم غرض یہی ہے۔ کہ لوگ اپنی اصلاح اور تقویٰ سے وعید کے وقوع سے محفوظ رہیں۔ نہ یہ کہ ہلاک ہوں یا مبتلائے عذاب۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی جو احمد بیگ اور اس کے داماد کی ہلاکت کے لئے تھی۔ اس کا توبی توبی والے الہام کے ساتھ شائع ہونا بھی اسی اصل کے ماتحت تھا۔ احمد بیگ جب ہلاک ہؤا۔ تو اس کی ہلاکت سے اس کے کنبہ کے لوگ بہت کچھ نرم ہو گئے۔ اور اس کے داماد نے اس کی ہلاکت سے عبرت کے طور پر خشیت کی وہ حالت پیدا کر لی۔ جو لعلھم یتقون کے ارشاد کی مقتضی ہو سکتی ہے۔ اور احمد بیگ کا فائدہ نہ اٹھانا اور ہلاک ہو کر نمونہ عبرت بنا اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا۔ کا مصداق ہؤا ✤

مخفی شرط بعض صورتوں میں پیشگوئی کا ظہور خواہ وہ وعدہ کی پیشگوئی ہی کیوں نہ ہو۔ کسی قانون الٰہی کے تخالف کی وجہ سے ایک مخفی شرط کی صورت اپنے اندر رکھتی ہے۔ جو پیشگوئی کے ظہور اور وقوع کے لئے مانع ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہؓ جو جابر رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ اور جنگ احد میں شہید ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مخبر صادق ہیں۔ ان کے متعلق یوں بیان فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ ان سے بالمشافہ سوا کسی پردہ کے ہمکلام ہؤا۔ اور فرمایا تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ۔ یعنی جو تو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ تب حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ مجھے دوبارہ دنیا میں زندہ کر کے بھیجا جائے۔ تا میں پھر اسے خدا تیری راہ میں قتل کیا جاؤں۔ خدا تعالےٰ نے جواب میں فرمایا۔ قد سبق القول مني انهم لا يرجعون۔ کہ تیرا یہ سوال پورا نہیں کیا جائے گا۔ اس لئے کہ یہ میرے قانون اور میرے عہد کے خلاف ہے۔ کیونکہ میری طرف سے یہ قانون پاس ہو چکا ہے۔ کہ جو لوگ مر کر دنیا سے عالم آخرت میں آ جائیں وہ واپس نہیں ہونگے۔ یعنی دوبارہ دنیوی زندگی انہیں حاصل نہیں ہو سکے گی ✤

اب تمن علی اعطک کے ارشاد میں بصراحت وعدہ موجود ہے۔ اور بظاہر اس میں کوئی شرط نہیں پائی جاتی لیکن جواب سے معلوم ہؤا کہ خدا تعالےٰ نے اپنے علم میں مخالف قانون کی وجہ کو شرط کے طور پر اپنے اس ارشاد میں مضمر رکھا ہؤا تھا اب غور کیجئے۔ کہ ایک مومن کے نزدیک تو ایسی باتیں بھی قابل اعتراض نہیں۔ لیکن ایک عیسائی اور ہندو آریہ جو معاندان اسلام سے ہیں۔ ان کے نزدیک تو آنحضرتؐ کی محکم پیشگوئیاں اور کھلے معجزات اور نشان بھی اپنے اندر کئی کئی معترضانہ صورتیں اور پہلو رکھتے ہیں ✤

مدعی صادق و کاذب کے علامات ایک آخری امر جس کے متعلق ضروری غور کرنا چاہیئے۔ یہ ہے۔ کہ مدعی صادق اور مدعی کاذب کے درمیان بطور امتیاز خدا نے کونسے علامات مقرر کئے ہیں۔ جن سے پتہ لگ سکے۔ کہ آیا مدعی صادق ہے یا کاذب۔ سو قرآن کریم میں ایسے علامات بہت سے پائے جاتے ہیں۔ ذیل کی علامت ایسی ہے۔ جس سے ایک طالب حق تسلی پا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مفتری کے متعلق فرمایا۔ قد خاب من افتری۔ مفتری خائب و خاسر رہتا ہے۔ اور اپنے مقاصد میں کامیابی اسے نصیب نہیں ہوتی اور مدعی صادق کی نسبت فرمایا۔ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ یعنی جن لوگوں کو ہم رسول کر کے بھیجتے ہیں۔ ان کی نصرت کرتے ہیں۔ اور جس رسالت اور رسالت کے مقاصد کو لے کر وہ دنیا میں آتے ہیں۔ ان مقاصد کے حصول میں وہ کامیاب اور منصور ہوتے ہیں۔ اور ایسا ہی ان پر ایمان لانے والوں کو بھی نصرت عطا کی جاتی ہے۔ پھر دوسری جگہ فرمایا وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ الخ یعنی ہم نے اپنے مرسلی بندوں کے لئے پہلے سے ہی یہ قانون پاس کیا ہؤا ہے۔ کہ وہ مظفر اور منصور ہونگے۔ اور یہ کہ غلبہ ہمارے ہی لشکر کو حاصل رہے گا ✤

ان امتیازی معیاروں پر نظر رکھتے ہوئے ایک فہمیدہ انسان بآسانی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جو اپنے دعویٰ کی ابتدائی حالت میں صرف تن تنہا اور اکیلے تھے۔ باوجود قوموں کی مخالفت کے آیا اپنی تعلیم کی اشاعت اور اپنے دعاوی کے تسلیم کرانے کے مقاصد میں علیٰ منہاج النبوۃ کامیاب اور مظفر و منصور ثابت ہوئے۔ یا خلاف اس کے۔ اور آیا مدعی صادق کی علامات آپ میں پائی جاتی ہیں۔ یا مدعی کاذب کی۔ اور ساتھ ہی انبیاء اور ان کے موافقین اور مخالفین کے حالات کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے۔ کیونکہ مخالفوں کے نزدیک تو کسی بھی نبی صادق کا صدق ثابت نہیں۔ اور جن نشانوں کو مومنین اور موافقین نبیوں کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہیں مخالفین ان کو کئی پہلوؤں کے لحاظ سے قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں اور اس صورت میں اگر مخالفوں کا طریق اختیار کیا جائے۔ تو پھر انسان کسی بھی سچے نبی کو صادق نہیں تسلیم کر سکتا۔ پس حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور دلائل کو علیٰ منہاج النبوت پرکھنا چاہیئے ✤

(ابو البرکات غلام رسول راجیکی)

اردو شعراء اور لفظ "ختم" اور "آخر"

غیر احمدی علماء "لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا" کے مزعومہ اور بے بنیاد عقیدہ کی تائید میں قرآن شریف کی آیت "خاتم النبیین" اور "انی آخر الانبیاء" والی حدیث پیش کیا کرتے ہیں۔ گو ان کے جواب میں ہماری طرف سے کئی بار ادلہ معقولہ پیش کئے جا چکے ہیں۔ اور انہیں بتایا گیا ہے۔ کہ عربی زبان میں "خاتم" کا لفظ سب سے افضل ہونیکے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عربی شعر ہے۔ جس میں حسن بن وہب نے ابو تمام شاعر کو "خاتم الشعراء" قرار دیا ہے:۔

فجع القریض بخاتم الشعراء
وغدیر روضتها حبیب الطائی

(وفیات الاعیان لابن خلکان جلد اصفحہ ۱۲۳ مصری)

اور یہ کہ "آخر الانبیاء" کے معنی یہ نہیں ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جس طرح کہ "ان مسجدی آخر المساجد" کے یہ معنی نہیں کہ میری مسجد کے بعد کوئی مسجد نہیں بنیگی ✤

مگر باوجود اس کے غیر احمدی مولوی اپنی بات پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت میں لفظ "ختم" اور "آخر" کا استعمال اردو کے دو مشہور و معروف شعراء کے کلام سے دکھاتا ہوں۔ جس سے معلوم ہوگا۔ کہ "ختم" اور "آخر" کے الفاظ سب سے بڑا ہونے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال فرماتے ہیں:۔

چل بسا داغ آہ! میت اس کی زیب دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے

(بانگ درا صفحہ ۸۹)

اس شعر میں جناب ڈاکٹر اقبال صاحب نے داغ کو دہلی کا "آخری شاعر" قرار دیا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا دہلی میں داغ کے بعد کوئی شاعر نہیں ہؤا؟ اسی نظم میں خود ڈاکٹر صاحب ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

اٹھ گئے ساقی جو تھے مے خانہ خالی رہ گیا
یادگار بزم دہلی ایک حالیؔ رہ گیا

اس شعر میں ڈاکٹر صاحب خود مقر ہیں۔ کہ داغ کے بعد بھی دہلی میں ایک شاعر ہے اور وہ الطاف حسین صاحب حالی ہیں۔ پس اس شعر میں "آخری شاعر" کے معنی "سب سے بڑے شاعر" کے ہیں۔ "ختم" کے لفظ کیلئے میں جناب الطاف حسین صاحب حالی کی مسدس کا ایک بند پیش کرتا ہوں۔ آپ اس زمانے کے پیروں اور سجادہ نشینوں کی حالت کا نقشہ کھینچ کر فرماتے ہیں:۔

یہ ہیں جادہ پیمائے راہ طریقت ✤ مقام ان کا ہے ماورائے شریعت
انہیں پہ ہے ختم آج کشف و کرامت ✤ انہیں کے ہے قبضہ میں بندوں کی قسمت

یہی ہیں مراد اور یہی ہیں مرید اب
یہی ہیں جنیدؒ اور یہی بایزیدؒ اب (مسدس حالی صفحہ ۵۱)

جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت کے متعلق ضروری امور

کچھ عرصہ ہوا میں نے ایک اعلان کیا تھا کہ میں جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک سکیم سوچ رہا ہوں۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ جن جماعتوں میں ابھی تک تعلیم و تربیت کے سکرٹری مقرر نہیں ہیں۔ وہ مقرر کر کے مجھے مطلع فرمائیں۔ اور جن جماعتوں میں سکرٹری مقرر ہیں۔ ان کی خدمت میں بھی درخواست کی گئی تھی۔ کہ وہ بھی اپنے سکرٹریوں کے نام اور پتہ سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ دفتر کے ریکارڈ کو مکمل کیا جا سکے اور وقتاً فوقتاً میں دوستوں سے مشورہ لے سکوں۔ لیکن میرے اس اعلان کی طرف بعض جماعتوں نے توجہ نہیں کی۔ جس کی وجہ سے ابھی تک دفتر کا ریکارڈ مکمل نہیں کیا جا سکا۔

اب دوبارہ اعلان ہذا کے ذریعہ احباب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے۔ کہ براہ مہربانی اپنی اپنی جماعت کے سکرٹری تعلیم و تربیت کے نام اور پتہ سے مطلع فرمائیں۔ خواہ یہ سکرٹری پرانے مقرر ہوں۔ یا اب اس اعلان کے بعد مقرر کئے جائیں۔

نیز اس موقعہ پر میں یہ اعلان بھی کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے جماعت کی تعلیم و تربیت کے متعلق اطلاع حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سوالات مرتب کئے ہیں۔ جن کے مطابق سکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت اپنی جماعت کا خیال رکھیں گے۔ اور دفتر ہذا کو بھی انہی کے مطابق اطلاعات بھیجیں گے۔ نیز ہمارے محکمہ کے انسپکٹر تعلیم و تربیت بھی اپنے دوروں میں انہی سوالات کے مطابق جماعت کی حالت کا معائنہ فرمائینگے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں ان سوالات کو طبع کرا کے جماعتوں میں تقسیم کراؤں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے متعلق جماعتیں مجھے اپنے مشورہ سے اطلاع دیں۔ تا اگر ان سوالات میں کسی تغیر و تبدل یا زیادتی کی ضرورت ہو۔ تو وہ کی جا سکے۔ احباب کے اس مشورہ کے آنے کے بعد نیز سیکرٹریوں کا ریکارڈ مکمل ہو جانے کے بعد میں انشاء اللہ اپنی موجودہ سکیم تجویز کر کے احباب کے سامنے پیش کروں گا۔

مرزا بشیر احمد - ناظر تعلیم و تربیت۔

وہ امور جو وقت دورہ انسپکٹر تعلیم و تربیت کے ملحوظ رہنے چاہئیں۔ اور جن کے متعلق مقامی سیکرٹری تعلیم و تربیت کو اپنی رپورٹ میں ذکر کرنا چاہیئے۔

(۱) مقامی جماعت میں بالغ مردوں اور عورتوں کی تعداد کتنی ہے۔

(۲) (ا) جماعت میں بالغ مرد خواندہ کتنے ہیں اور ناخواندہ کتنے ہیں۔ مستورات میں خواندہ اور ناخواندہ کتنی ہیں (ب) کیا بالغ ناخواندہ مردوں یا عورتوں کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے؟ اگر ہے تو کتنے مرد یا عورتیں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا کوئی انتظام ہو سکتا ہے (ج) جماعت کے خواندہ مردوں اور عورتوں میں قرآن شریف ناظرہ اور باترجمہ پڑھے ہوؤں کی تعداد کتنی ہے (د) کیا جماعت میں کوئی ایسا شخص ہے جو دینیات کی اچھی تعلیم رکھتا ہو۔ اور سلسلہ کے مخصوص مسائل سے بھی آگاہ ہو (س) کیا جماعت میں عورتوں کی کوئی انجمن قائم ہے۔ اگر نہیں تو قائم کی جائے۔ اور لجنہ اماء اللہ قادیان کے ساتھ اس کے تعلقات قائم کئے جائیں۔

(۳) (ا) جماعت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کیا ہے (ب) ان میں قابل تعلیم لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کتنی ہے (ج) ان کی تعلیم کا کوئی انتظام ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے۔ اور کتنے لڑکے اور لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو اس کے قائم کرنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے ؟

(۴) (ا) کیا جماعت کے مردوں اور عورتوں میں درس قرآن مجید یا درس کتب حضرت مسیح موعودؑ یا درس احادیث شریف و تعلیم مسائل کا کوئی انتظام ہے۔ اگر ہے۔ تو تخمیناً کس قدر مرد و زن شریک درس ہوتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے (ب) کیا جماعت کے خواندہ احباب اپنے طور پر دینی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں یا نہیں؟ (ج) کیا جماعت کی کوئی لائبریری ہے۔ اگر ہے۔ تو کیا احباب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو انتظام کیا جائے۔

(۵) کیا جماعت کی کوئی مسجد ہے؟ اگر نہیں۔ تو کیا ایک جگہ باجماعت نماز ادا کرنے کا کوئی اور انتظام ہے۔ اگر ایسا انتظام نہیں تو انتظام کیا جائے۔

(۶) (ا) کیا جماعت کے مرد۔ عورت اور بچے نماز کے طریق اور ترجمہ سے واقف ہیں۔ اور باقاعدہ نماز پڑھتے ہیں (ب) کیا جماعت کے لوگ باقاعدہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو بذریعہ تحریک و مناسب تجاویز اس کا انتظام کیا جائے (ج) جمعہ کے خطبہ اور نماز کا کیا انتظام ہے (د) دیگر ارکان اعمال۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج میں جماعت کی پابندی کا کیا حال ہے ؟

(۷) کیا جماعت کے لوگ احمدیت کے خصوصی اعمال پر قائم ہیں۔ مثلاً۔ (ا) غیر احمدیوں کے پیچھے نماز تو نہیں پڑھتے (ب) غیر احمدیوں کی نماز جنازہ میں تو شریک نہیں ہوتے (ج) غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیوں کا رشتہ تو نہیں دیتے۔ وغیرہ ذالک۔ اگر ایسی کمزوری کسی سے سرزد ہو۔ تو اس کی اطلاع دی جائے۔ اور اس کی اصلاح کی تجویز کی جائے۔

(۸) جماعت کے اندر کوئی نااتفاقی تو نہیں۔ اگر ہے تو اس کی کیفیت اور وجوہات وغیرہ کے متعلق رپورٹ کی جائے۔ اور اس کے دور کرنے کی پوری کوشش کی جائے (ب) جماعت کے لوگ اپنے انفرادی تنازعات کو کس طرح رفع کرتے ہیں؟ کیا انہیں پنچایت یا ثالثی وغیرہ کا کوئی انتظام ہے

(۹) کیا جماعت کے لوگ آپس میں بھائی بھائی کی طرح محبت اور اخلاص کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور باہم تعاون اور ہمدردی کا طریق رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کے لئے پوری کوشش کی جائے (۱۰) (ا) کیا قادیان کے ساتھ تعلقات اور قادیان آنے جانے کا سلسلہ جماعت میں قائم ہے یا نہیں (ب) کیا خواندہ اور ذی استطاعت احباب سلسلہ کے اخبارات و رسائل منگاتے ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی کسی قسم کی اس معاملہ میں سستی ہو تو اسے چست کیا جائے (۱۱) کیا جماعت کا کوئی فرد فضول اور لغو عادات یا خلاف شریعت باتوں میں تو مبتلا نہیں۔ مثلاً (ا) رشوت تو نہیں لیتا یا دیتا (ب) لوگوں کے حقوق ناجائز طور پر تو نہیں دبا لیتا (ج) ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں عدل و انصاف کے خلاف طریق تو نہیں برتتا (د) فسق و فجور میں تو مبتلا نہیں (س) ڈاڑھی تو نہیں منڈاتا (ش) حقہ یا سیگرٹ یا کسی نشہ کی عادت تو نہیں (ص) بدزبان یا بدمعاملہ تو نہیں (ط) سود لیتا یا دیتا نہیں وغیرہ ذالک۔ اگر ایسا کوئی نقص کسی میں پایا جائے تو اس کی اطلاع دی جائے۔ اور اس کی اصلاح کی تجویز کی جائے۔ (۱۲) (ا) جماعت میں خدا کے فضل سے مرکزی کارکنوں اور عہدہ داروں یا مرکزی اصول کے متعلق بدظنی یا بے اعتقادی یا کسی قسم کی بے چینی تو نہیں۔ اگر ہے تو کس حد تک ہے۔ جو لوگ اس میں مبتلا ہوں۔ ان کے نام سے اطلاع دی جائے (ب) کیا بے چینی کے خیالات اور نکتہ چینی کی روح کو نامناسب اور ناجائز طریق پر تو نہیں ظاہر کیا جاتا۔ یعنی یہ کہ بات کو ذمہ دار لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے اور غیر ذمہ دار اور غیر متعلق لوگوں کے پاس باتیں کر کے اور مخفی طور پر پراپیگنڈا کرنے کا طریق اختیار کیا جاتا ہو وغیرہ ذالک۔ جو لوگ اس میں مبتلا ہوں۔ ان کے نام سے اطلاع دی جائے۔

(۱۳) (ا) غیروں کے ساتھ جماعت کا تعلق کیسا ہے۔ کیا وہ ان کے ساتھ ہمدردانہ میل ملاقات رکھتے اور ان سے اخلاق اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس معاملہ میں کوئی کمزوری ہو تو اس کی اصلاح کی جائے (ب) غیروں پر ان کا کیا اثر ہے۔ اور غیروں کی جماعتی حالت کے متعلق کیا خیال ہے (۱۴) کیا مقامی جماعت میں تعلیم و تربیت کا کوئی سکرٹری مقرر ہے۔ اگر نہیں تو مقرر کیا جائے۔ اور اسے اس کے فرائض سمجھائے جائیں (۱۵) کوئی ایسا خاندان تو نہیں جس کے بزرگ کی وفات کے بعد وہاں سے احمدیت کے مٹ جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر ہو۔ تو اس اندیشہ کے تدارک کی تجویز کی جائے۔ اور مرکز میں اطلاع دی جائے۔ (۱۶) مقامی جماعت نے احمدی یتیم بچوں اور بیوگان کے واسطے (اگر کوئی ہوں) خبرگیری و تربیت کا کیا انتظام کیا ہوا ہے۔ اگر نہیں تو مناسب انتظام کیا جائے (۱۷) اگر گردونواح کے مواضع میں اگر کوئی باقاعدہ جماعت قائم نہیں۔ اور صرف اکا دکا احمدی گھر ہے یا بہت چھوٹی جماعت ہے۔ تو کیا بڑی جماعت نے ان کی بہبودی کے واسطے کوئی انتظام کیا ہے۔ اگر نہیں تو مناسب انتظام کیا جائے۔ اور مرکز میں اطلاع دی جائے (۱۸) اور کوئی امر جو جماعت کی تعلیم و تربیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ اور مقامی جماعت کے حالات کے لحاظ سے وہ قابل ذکر ہو۔ تو اس کا ذکر کیا جائے ؟

مسلم مسیحی اتحاد

اخبار "نور افشاں" کی تحریک مذکورہ بالا پر "الفضل" میں ایک نوٹ نکلا تھا جس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ مسلمان اپنے مذہب کا فرض اولین یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا میں جس قدر راستباز گذرے ہیں۔ ان کو نیکی سے یاد کریں۔ اور ان کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرنا وہ اپنے اصول مذہب کے منافی بلکہ دائرہ اسلام سے خارج کر دینے والا امر خیال کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے مسیحی معاصر کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مسیحی ہمعصروں میں اس امر کی تحریک پیدا کرے۔ کیونکہ بہت سے ان میں سے جو ہندو نژاد ہیں۔ ان کی تمام ہمدردیاں اہل ہنود کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ شدھی کے اجلاس میں وہ اسلام کے خلاف تقاریر کرتے ہیں۔ ضمناً یہ بات بھی درمیان میں آگئی تھی۔ کہ ہمیں افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ مذہبی میدان میں ناگفتنی گالی گلوچ کی ابتدا پہلے پادریوں ہی کی طرف سے ہوئی۔ اور آریوں نے انہی کی کاسہ لیسی کی ہے۔ اور کر رہے ہیں۔

یہ واقعات ہیں۔ جن کا انکار کسی کو بھی نہیں۔ تاہم اس امر پر خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔ کہ آخر ہمارے عیسائی بھائیوں کو بھی سمجھ آگئی ہے۔ اور ایک رنگ میں اسلامی اصول ان کو تسلیم کرنا پڑا ہے کہ تمام مذاہب کے ہادیان کو نیکی سے یاد کرنا چاہیئے اسی میں دنیا کی بہبودی اور فلاح مرکوز ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا۔ کہ اب بہترین حصہ عیسائی دنیا کا پرانے عیسائی خیالات کو خیرباد کہہ چکا ہے۔ اور مسیح کی الوہیت و ابنیت کا اور کفارہ وغیرہ کا علی الاعلان اب یورپ و امریکہ میں انکار ہو چکا ہے۔ اور اناجیل اور بائبل کو لفظاً الہامی کتب تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں۔ جو اسلام ابتداء سے کہتا چلا آیا ہے۔ اور اب چونکہ احرار یورپ کا مزاج اس طرف آگیا ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمان اور عیسائی اب دو کیمپوں میں رہیں۔ ہاں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک ہندوستان کے بعض گوشوں میں ایسے عیسائی بھی موجود ہیں۔ جو علاوہ ہندو نژاد اور ہندو نسل ہونے کے پرانے قسم کے خیالات میں مبتلا ہیں۔ اور اس روشنی اور علم کے زمانے میں ابھی تک اس خیال میں محو ہیں۔ کہ مسیح مصلوب کی الوہیت اور اس کی ذات الٰہی اور اس کو گناہ معاف کرنے کے اختیار و کفارہ وغیرہ کے پرانے فرسودہ خیالات ابھی تک مسیحی مذہب کی بنیاد سمجھے جا رہے ہیں۔ پادری امرداس مدیر کوکب ہند کی خدمت میں ہم باادب عرض کرتے ہیں۔ کہ سمجھدار طبقہ عیسائیوں کا ایسا ان اعتقادات کو مسیحیت اور مسیح ہر دو کی شان میں ہتک خیال کرتا ہے۔ اور ہمارا ابھی یہی خیال ہے۔ کہ وہ باوجود اناجیل وغیرہ کے انسانی دست برد سے غیر محفوظ ہونے کی ہمیں ان میں کوئی ایسی تعلیم حضرت مسیح کی نہیں ملتی۔ جس سے قطعاً کسی ایسی تعلیم کے شائبہ کا بھی ثبوت مل سکے۔ ہاں اس کی تردید واضح اور صاف طور پر مل سکتی ہے۔ اگر پادری امرداس صاحب کو اس پر اصرار ہو تو ہم باادب ان سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اخبار میں ایک کالم اس بحث کے لئے کھول دیں۔ وہ بھی ان مضامین پر اپنے قلم کا زور دکھائیں۔ اور پرانے عہد نامہ کی رو سے اور حضرت مسیح کے اقوال و تعلیمات سے ان مزعومہ بناء عیسویت کا ثبوت دیں۔ اور ہم بھی انشاء اللہ مختصر طور پر انہی کی کتب مقدسہ کی رو سے اس بات کا ثبوت دینگے۔ کہ اس قسم کے خیالات بالکل بے بنیاد ہیں۔ اور ان کے پاس عقلی چھوڑ کوئی نقلی دلیل بھی نہیں ومن دونہا خرط القتاد ۔ باقی ان کا یہ کہنا کہ بے شمار مندر اور پرانی عمارتیں اس امر کی آج تک شاہد ہیں۔ کہ اسلام میں بھی تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہاں اس امر کا ثبوت آج تک نہ تو کسی پادری سے بہم ہوا۔ اور نہ ہی ان کی نقل کرنے والے آریوں سے۔ کہ کم از کم تاریخی طور پر کسی ایک واقعہ کا ثبوت مہیا کر دیں۔ یوں بڑ ہانک دینے کے لئے کوئی روک نہیں ہو سکتی۔ پادری صاحب غالباً لکھنؤ میں رہتے ہیں۔ جو اسلامی سلطنت کا دارالخلافہ رہ چکا ہے۔ کیا وہ بتلا سکتے ہیں۔ کہ کتنے مندر اور عمارتیں مسلمانوں کی گرائی ہوئی موجود ہیں ہاں جناب کو اگر لاہور تشریف لانے کا موقعہ مل سکے۔ تو آپ کو دکھلایا جا سکتا ہے۔ کہ کئی ایک مساجد ہیں۔ جن میں عیسائی آباد ہیں۔ بعض میں ابھی تک سرکاری دفاتر ہیں۔ اور بعض مساجد گھوڑوں کے تھان ہیں۔ مگر ہم تو یہ نہیں کہتے۔ کہ عیسائی مذہب میں تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم ان مساجد کو ان حالات میں دیکھتے۔ جو جگہیں محض اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ وہاں عیسائیوں کے کہنے کے کتنے تمام حوائج انسانی ادا کر رہے ہیں۔ غالباً پادری امرداس صاحب میں ابھی پرانا ہندوانی اثر باقی ہے۔ امید ہے۔ وہ ہمارے مؤدبانہ دوستانہ خیالات کو کسی دشمنی یا بدنیتی پر محمول نہ فرمائیں گے۔ ہمارا خیال ہے اور ابھی تک خیال ہے۔ کہ اناجیل میں بعض فقروں کے فقرے ایسے ہیں۔ جو کسی صورت میں حضرت مسیح جیسی شخصیت کے منہ سے نکل نہیں سکتے۔ مثلاً ان کا یہ فرمانا کہ ان سے پہلے جس قدر لوگ آئے وہ چور اور بٹمار تھے۔ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ اس قسم کے گندے الفاظ ان کی پاک شخصیت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ باقی رہا گاندھی جی کا حضرت مسیح کی تعلیم سے فائدہ اٹھانا یہ تو ہمارے لئے جائے فخر ہے۔ کہ غیر اسلامی لوگ بھی اب بزرگان اسلام کی تعلیم سے فائدہ اٹھانا باعث عزت خیال کرتے ہیں۔ مگر جناب پادری صاحب نے جس گاندھی جی کے فعل کو حضرت مسیح کی تعلیم کی طرف منسوب کیا ہے۔ ہم افسوس سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ عین حضرت مسیح کے منشاء اور تعلیم کے خلاف ہے۔ گاندھی جی کا تو منشاء گورنمنٹ کے ساتھ عدم تعاون ہے۔ ملازمتیں چھوڑ دینا۔ ٹیکس نہ دینا اور گورنمنٹ کو شیطان کا آلہ قرار دینا۔ حالانکہ حضرت مسیح نے فرمایا کہ جو قیصر کا حق ہے۔ وہ قیصر کو دینا چاہیئے۔ اور حکمرانوں کی حکومت کو انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف نسبت دی ہے۔ نہ کہ شیطان کی طرف ۔

کاش! پادری صاحب حضرت مسیح کے پیرو نہ ہوتے۔ کیونکہ پیرو ہو کر ہتک کرنا ایک ایسی بات ہے۔ جو ناقابل برداشت معلوم ہوتا ہے۔ نہ تو آپ نے حضرت مسیح کی تعلیم کو سمجھا۔ اور نہ ہی گاندھی جی کے مطمح نظر کو سمجھا۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ حضرت مسیح نے ایک جگہ فرمایا۔ کہ دشمنوں سے پیار کرنا چاہیئے۔ مگر موجودہ اناجیل سے ثابت ہے۔ کہ بیسیوں موقعوں پر آپ نے ناحق گالیاں دیں۔ اور لوگوں کو سانپوں اور بچھوؤں کی نسل قرار دیا۔ اور اعتراض کرنے والوں کو حرامکار قرار دیا۔ اگر جناب کو حوالے نہ معلوم ہوں۔ تو وہ نقل کر دئے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ ہی حضرت مسیح کے نہیں۔ بعد میں حضرت مسیح کے دشمنوں نے آپ کی طرف منسوب کر دئے۔ اور اسی لئے ہم کہتے ہیں۔ کہ آؤ ہم اور آپ آپس میں سمجھوتہ کر لیں۔ کہ ان تمام باتوں کو نکال دیں۔ جن سے حضرت مسیح کی ہتک متصور ہوتی ہوں۔ ہم بھی حضرت مسیح کی عزت چاہتے ہیں۔ اور ان کی تطہیر کے دعویدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نبیوں کے پاک کلام سمجھنے کی توفیق عنایت کرے ۔

خاکسار محمد دین (بی۔اے ایڈیٹر سن رائز)

لنڈن کے مصیبت زدہ اور فاقہ مست

لنڈن کی شاندار زندگی اور یہاں کے عیش و عشرت کے نظارے اگرچہ میں نے اپنی چٹھیوں میں دکھانے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن میں آپ کو لنڈن کے مصیبت زدہ اور فاقہ مستوں کو لنڈن کی گلیوں میں ضرور دکھانا چاہتا ہوں۔ ایک شخص جو اپنی آنکھ سے اس نظارہ کو نہیں دیکھتا۔ اسے بمشکل سمجھ آسکتا ہے۔ کہ دنیا کے سب سے بڑے شہر اور دنیا کی سب سے بڑی حکومت کے تخت گاہ میں ہزاروں لاکھوں مخلوق کس قسم کی مصیبت کی زندگی بسر کرتی ہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے دہلی کے آخری سفر سے (غالباً ۱۹۰۵ء میں) واپس ہوئے تھے۔ تو ایک شخص نے آپ سے سوال کیا تھا۔ اور انگلستانی زندگی اور ہندوستانی زندگی کا تذکرہ اس میں آگیا۔ حضور نے ہندوستان کی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ ہمارے ملک میں اور کچھ نہیں تو بھیک مانگ کر ہی پیٹ بھرے گا۔ مگر وہاں تو یہ بھی مصیبت ہے۔ اس مصیبت کو دور کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ جو دیکھنے والا دیکھتا ہے وہ محسوس کرتا ہے۔ رات کو بارہ بجے کے بعد اور صبح کے پانچ بجے ان نظاروں کا دیکھنا انسان کی بنیاد ہستی کو ہلا دیتا ہے۔ بے خانماں لوگوں کی ایک فوج آپ کو لنڈن کی گلیوں اور سڑکوں پر نظر آئے گی۔ جو ان لوگوں کے دوش بدوش جا رہی ہے۔ جنہوں نے اپنی شام عیش و نشاط کے مرکزوں اور مجمعوں میں گذاری۔ اس فاقہ مستوں کی فوج میں بچے جوان۔ بوڑھے۔ عورتیں سب ہی داخل ہیں۔ ان کا نہ کوئی ٹھکانا ہے اور نہ گھر ہے۔ ان کی رات یا تو لنڈن کی کوچہ گردی میں بسر ہوتی ہے۔ یا دریا کے کنارے۔ چونکہ پولیس ایک مقام پر ٹھیرنے نہیں دیتی۔ اس لئے اگر وہ کسی مقام پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ تو جھٹ پولیس کا کنسٹیبل کہدے گا۔ مہربانی کر کے کھڑے نہ ہوں چلے جایئے۔ اس لئے وہ رات کے ان پانچ گھنٹوں کو نہایت تکلیف اور کوفت سے گذارتے ہیں۔ کھانے کو میسر نہیں اور اس پر سر دھرنے کو جگہ نہیں۔ صبح کو پانچ بجے پارک کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے فاقہ مستوں کا یہ گروہ نہایت خستہ حالی ہو کر پارک میں چلا جاتا ہے۔ اور صبح کے نمودار ہونے کی خوشی اور امید میں پارک کے شبنم سے بھیگے ہوئے بنچوں پر بیٹھ جاتا ہے۔ بارش اور کہر اور برف باری کا موسم ہو۔ تو ان کی حالت ناقابل بیان ہے۔ یہ لوگ کس طرح زندہ رہتے اور کیا کھاتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ کہانی اور پر درد ہسٹری ہے۔ اگر مجھے موقعہ اور توفیق ملی تو مشاہدات میں اس دلگداز داستان کو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس لئے نہیں کہ یہ غم و رنج کا فسانہ ہوگا۔ بلکہ اس لئے کہ ہم اپنی زندگی میں اس نظارہ سے کیا سبق لے سکتے ہیں۔ انسانی زندگی کی مختلف کیفیتیں اور شانیں در اصل ایک بیش قیمت سبق اور اخلاقیات کا ایک درس ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ کہ گداگری یہاں جرم ہے۔ اور کوئی شخص بھیک مانگ نہیں سکتا۔ میں اس قانون کا احترام کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے ان مفلسوں اور قلاشوں زیادہ صاف الفاظ میں فاقہ مستوں کے اندر بھی یہ روح پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ سوال نہیں کرتے۔ اور اپنی زندگی کے دن پورے کرنے کے لئے تلاش روزگار میں لگے رہتے ہیں۔ اوّل تو یہاں کوئی شخص کسی دوسرے سے کلام نہیں کرتا۔ جب تک وہ ایک دوسرے سے تعارف نہ رکھتا ہو۔ اور تعارف کے بعد وہ ایک دوسرے کے پاس سے بدوں تبادلہ سلام گذرنا بھی خلاف اخلاق و آداب مجلس سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر کسی تمہید کے ساتھ گفتگو کا موقعہ مل جائے تو وہ اپنے مخاطب کی حیثیت یا اثر کا اندازہ کر کے اس سے یہ کہیں گے۔ کہ مجھے کوئی کام آپ دلا سکتے ہیں۔ گفتگو کی تمہید کے لئے عموماً سیگرٹ سلگانا یا دیا سلائی کا مانگنا ہوتا ہے۔ بعض اوقات موسم کی سختی اور شدت سے بھی آغاز مطلب کر لیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہکر کہ آج تو سخت سردی ہے کیا نہیں ہے؟ یا بہت خراب موسم ہے کہر آلود ہے؟ یا بادی ہے۔ اگر اس تمہید میں آپ نے مزید کلام کرنا ضروری سمجھا تو وہ آپ کو ملتفت پاکر یہ کہدے گا۔ کہ مجھے کوئی کام دلوا دیں۔ اور بس اس پر قصہ ختم۔ اجنبیوں سے کبھی کبھی یہ لوگ یہ بھی کہدیتے ہیں۔ کہ میرا آج رات کو سونے کے لئے انتظام نہیں ہے۔

غرض فاقہ مستوں اور مصیبت زدوں کی یہ فوج شہر کے ہر حصہ میں پائی جاتی ہے۔ حکومت کی طرف سے بعض ایسے انتظام ہیں۔ کہ کوئی شخص یہاں بھوکا نہیں رہ سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ انتظام آخر انتظام ہوتا ہے۔ اس میں لازمی پابندیوں کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے عام طور پر لوگ جو آزادی کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان جگہوں میں جانا نہیں چاہتے۔ اور بجائے وہاں جانے کے کوچہ گردی میں شب گذار لینا آسان سمجھتے ہیں۔ لنڈن میں مخیر لوگوں کی کمی نہیں۔ لیکن چونکہ یہاں خیرات کے طریقے منظم ہیں۔ اور ہمارے ملک کی بے ہودہ خیرات کا رنگ نہیں رکھتے۔ اس لئے بہت سی سوسائٹیاں اس قسم کی ہیں۔ جہاں ایسے لوگوں کی مدد جائز طریق پر کی جاسکتی ہے۔ لیکن بہت ہیں جو ان سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یا اٹھاتے۔ ان کوچہ گردوں کے لئے شہر کے ہر حصہ میں سڑکوں پر کافی سٹال بنے ہوئے ہیں۔ جہاں وہ چاء یا کافی کا پیالہ اور روٹی کا ٹکڑا بہت سستے داموں پر لے سکتے ہیں۔ لیکن بعض کے لئے یہ بھی مشکل ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک پینی بھی اپنی جیب میں رکھتے ہوں۔ اس لئے ان کی امید بجز فاقہ کشی کے اور کوئی نہیں ہوتی۔ مگر میں نے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کے کرشموں کی عجیب در عجیب شان کو دیکھا ہے۔ اور ایک دو نہیں متعدد موقعہ پر میں نے اس کی غریب نوازیوں کو دیکھ کر لطف اٹھایا اور اس کی حمد میں ترانے گائے ہیں۔

اس کس مپرسی کے شہر میں جہاں کوڑی نہ ہو پاس تو کوڑی کے تین تین" کا نمونہ آسانی سے نظر آسکتا ہے۔ میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا ہے۔ جنہوں نے ان فاقہ مستوں کے لئے لنڈن کی کوچہ گردی میں لطف اٹھایا ہے۔ اور جو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی خداداد دولت اور مال سے خدا کی اس درماندہ اور فاقہ مست مخلوق کے لئے اپنے آرام کو قربان کریں۔ میں نے ان نظاروں کو خود دیکھا ہے۔ بعض مخیر لوگ خود اس قسم کے کپڑے پہن کر ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں۔ اور جہاں انہوں نے کسی ایسے شخص کو پایا۔ کہ وہ تھکا ماندہ ہے۔ اور اس کے پاس کھانے کا سامان نہیں۔ تو جھٹ اس سے ہمدردانہ باتیں کر کے اسے کافی سٹال پر لے گئے اور کچھ کھلا پلا دیا بعض وقت وہ اپنی جیبوں میں کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ اور ان کو نکال کر دیدیتے ہیں۔ میں نے جب اس قسم کے نظاروں کو دیکھا۔ تو مجھ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اور قرآن مجید کی اس شان کا مزا آیا۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

میں نے دیکھا کہ خدا تعالےٰ کس طرح ربوبیت کی جلوہ گری فرماتا ہے۔ اور ان لوگوں کی عملی حالت نے بھی مستی کی سی حالت پیدا کر دی۔ کہ وہ خدا کی مخلوق کے لئے کس قسم کا درد رکھتے ہیں۔ اور مقررہ شدہ رات میں وہ حاجت مندوں کو آپ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

تازہ واقعہ ایک میرے ساتھ پیش آیا۔ درد صاحب بیمار تھے۔ میں نے ایک رویاء دیکھا۔ جس میں کسی قدر صدقہ کی طرف اشارہ تھا۔ عجیب بات ہے۔ کہ میں نے جس رات رویاء دیکھا۔ اسی شام کو درد صاحب نے کچھ صدقہ کر دیا تھا۔ اور مجھے اس کا علم بھی نہ تھا۔ میں اس رات ان کے ہی پاس سو رہا تھا۔ صبح کو جب میں نے وہ رویا بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں پوری کر چکا۔ دو دن کے بعد پھر انہوں نے مجھے کچھ رقم صدقہ کے لئے دی۔ میں نے ارادہ کیا۔ کہ میں اس رقم کو جو میری مرضی پر چھوڑ دی گئی تھی۔ بعض لوگوں کو کھانا کھلانے اور رات کو سونے کے لئے جگہ دلانے پر خرچ کردوں۔ یہ خیال کر کے میں چیرنگ کراس کے ایک ہوسٹل کو ایسے وقت گیا۔ جب کہ وہاں بعض حاجت مندوں کو میں پا سکتا تھا۔ جب میں وہاں جاکر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد ایک بڑھیا عورت میری طرف بڑھی۔ اس نے کہا۔ کہ مجھے رات کو سونے کے لئے جگہ نہیں۔ اس نے میرے نزدیک آکر

نہایت محبت آمیز لہجہ میں کہا۔ کہ میں سمجھتی ہوں تم اس ملک میں اجنبی ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ آپ کو شاید رات کو رہنے کے لئے یہاں بستر کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا اگر ہو تو پھر کیا ہوگا۔ عورت نے کہا۔ کہ میں انتظام کرا دیتی ہوں۔ مجھے چونکہ یہ پہلا تجربہ تھا۔ میں نے کچھ تحقیقات چاہی۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا کیا تعلق ہے۔ اس نے کہا میرا تو کوئی تعلق نہیں میں کبھی کبھی یہاں یا بعض دوسری ایسی جگہوں پر چلی جاتی ہوں بعض لوگ شریف ہوتے ہیں اور ان کو بستر کی قیمت ادا کرنے کا موقعہ نہیں ہوتا۔ میں ان کی مدد کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ اسلئے میں نے سمجھا کہ آپ اجنبی ہیں میں آپ کی مدد کر سکوں گی۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا میں اسی غرض کے لئے یہاں آیا ہوں۔ کہ بعض ایسے لوگوں کی مدد کر سکوں۔ جنہوں نے کھانا نہ کھایا ہو۔ یا ان کو بستر کی ضرورت ہو۔ عورت کو قدرتی طور پر بہت تعجب ہوا۔ تاہم اس نے میرے اس نیک خیال کی بہت قدر کی۔ بہر حال میں نے اپنے مشن کو پورا کر لیا۔ اور جن کو میں نے مستحق سمجھا۔ ان کے لئے انتظام کر دیا۔ اور اس طرح پر مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا کہ میں ان مجبوروں کو دیکھ سکوں۔ جو خدا کی درماندہ مخلوق کی طاقت میں نکلتے ہیں۔ ہمارے ملک میں کتنے ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے غربا اور مساکین کے گھروں پر جا کر ان کی خبر گیری کی ہو۔ جن لوگوں کو خدا نے مقدرت دی ہے۔ وہ اپنی خیرات و مبرات کا بھی اعلان چاہتے ہیں۔ اور سائلوں کے ساتھ جس طرح وہ پیش آتے ہیں۔ وہ کوئی مخفی امر نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ مگر ان بادہ بسر اور بار بہر دنیا میں رہنے والوں میں دیکھو۔ کہ وہ خدا کی مخلوق بیکس کے لئے کس قسم کے جذبات رکھتے ہیں۔ بے شک نمازیں اور روزے اور حج روحانیات کے مدارج پانے کے لئے بے نظیر ذریعہ ہیں۔ انسان قرب الہی کے مدارج کو اگر یہ ارکان اخلاص اور صواب سے ادا ہوں پاتا اور سلوک کی منزلوں کو طے کرتا ہے لیکن یہ سچ ہے۔ کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کے بغیر ان مدارج کے حصول میں روکیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ میں نے ان جگہوں میں سورۃ البلد کی ان آیات کی تفسیر کو پڑھا۔ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا الْعَقَبَةُ ۔ فَکُّ رَقَبَةٍ ۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ۔ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۔ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اس کیفیت سے واقف نہیں۔ جو قرآن مجید کی اس تعلیم میں موجود ہے۔ لیکن فطرت کی صحیح آواز اور تحریکیں ان میں موجود ہے۔ تب میں نے اسلام کو دین الفطرت کی صحیح تصویر کی شکل میں دیکھا اور اپنی حالت پر نوحہ کرتا ہوا واپس ہوا۔

دوستو! لنڈن کی گلیوں میں میں نے یہ نظارہ دیکھا ہے اس کے شاندار محلات اور جگمگانے ہوٹلوں میں بسنے والی مخلوق کو اگر دیکھو۔ ان کی عیش و نشاط کی مجلسوں کی حالت بھی دیکھو دیکھنا تو کہ سارے ملک پر ایک حیرت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ اس شہر پر کب عذاب آئیگا۔ فسق و فجور کے دریا بہتے ہیں۔ مگر ان حالات اور واقعات کا مشاہدہ کرو۔ ۔ ۔

دلچسپ معلومات

تین لاکھ انسان اب تک غلام اور بردہ فروشوں کے قبضے میں ہیں۔

جرمنی میں ایلومینیم کی ریل گاڑیاں بنائی جاتی ہیں۔

کائنات سماوی میں بعض ستارے کرہ زمین سے اتنی دور ہیں۔ کہ ان کی روشنی پچاس کروڑ سال کے بعد زمین تک پہنچتی ہے۔ روشنی کی رفتار فی ثانیہ چھیاسی لاکھ میل ہے۔

جرمنی میں آگ بجھانے کے لئے نئی برف طیار کی گئی ہے جو کاربانک ایسڈ گیس کو مائع کی صورت میں تبدیل کرنے کے بعد جمانے سے بنائی جاتی ہے۔ جب اس برف کے گولے بھڑکتی ہوئی آگ پر پھینکے جاتے ہیں۔ تو اس کی سردی کا اثر اور گیس کا اثر دونوں مل کر فوراً آگ بجھا دیتے ہیں۔

امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے مدرس علم نفسیات ڈاکٹر ڈونلڈ لیرڈ نے تجارب کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ نرم بستر پر استراحت کرنے سے دماغی کام کرنے کی استعداد میں ترقی ہوتی ہے۔

ایک مشہور سائنسدان کی انسانی خون کی گردش کے متعلق تحقیقات کا نچوڑ یہ ہے۔ کہ انسان کا خون ایک گھنٹہ میں سات میل ایک دن میں ۱۶۸ میل اور ایک سال میں ۶۱۳۲۰ میل دورہ کرتا ہے

لنڈن میں ۱۹۲۱ء سے قریباً دس لاکھ میل تار ٹیلیفون کے لئے پھیلائی گئی ہے۔

ڈاکٹر الکسس کیری نے نیویارک کے راک فیلر انسٹیٹیوٹ میں جراحی کے کامیاب اور حیرت انگیز تجربوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ایک مردہ کتے کی ٹانگ ایک زندہ کتے کو لگائی گئی۔ جو لنگڑا ہو گیا تھا۔ تین ہفتہ کے اندر زخم کا صرف نشان باقی رہ گیا۔ اور کتے کی مستعدی اور چالاکی میں ذرا فرق نہ آیا ڈاکٹر موصوف نے امید ظاہر کی ہے۔ کہ وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے۔ کہ جب مردہ آدمیوں کے اجزا زندہ آدمیوں کی صحت اور درازی عمر کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔

اگر زمین میں ۵۰ میل کی گہرائی تک سوراخ کیا جائے۔ تو وہاں حرارت کا یہ حال ہوگا۔ کہ پانی فوراً بخارات کی شکل اختیار کرے گا۔

چین کے بعض حصوں میں یہ عجیب دستور جاری ہے۔ کہ جو شخص اپنا قرضہ نہیں ادا کرتا۔ قرض خواہ اس کے مکان کے سامنے کا دروازہ اکھاڑ کر لے جاتے ہیں۔ تاکہ بری روحیں اس کے مکان میں داخل ہو جائیں۔

بہت کم لوگوں کو یہ معلوم ہے۔ کہ کپڑے پر چائے کا داغ خواہ کتنے ہی دن کا کیوں نہ ہو دیکھتے ہی دیکھتے دور ہو سکتا ہے جو کپڑے پر لگ گئے ہوں۔ وہ مکھن سے اتارے جا سکتے ہیں۔ مکھن کو پہلے دھبہ پر مل دینا اور پھر گرم کپڑے کو گرم پانی اور صابون میں ڈبو دینا چاہیئے۔ اس عمل سے دھبہ کا نشان اڑ جائے گا۔ ایک دوسری ترکیب یہ ہے۔ کہ اگر سیاہی یا شراب کے دھبے کے علاوہ کسی قسم کے دھبے پر نمک چھڑک دیا جائے۔ اور پھر اسے ابلتے ہوئے پانی میں ڈبو دیا جائے۔ تو اس سے بھی دھبہ دور ہو جائے گا۔

تیمار داری کی حالت میں خاکی یا سفید رنگ کا لباس پہننا صحت کے لحاظ سے نہایت موزوں اور مناسب خیال کیا گیا ہے۔

زمانہ حال میں جبکہ یورپ کے دیہات میں بھی بنکوں کی شاخیں موجود ہیں۔ خدا کے ایسے بندوں کی کمی نہیں ہے۔ جو اپنی دولت کو یا تو اپنے گھروں کے اندر دفن کر دیتے ہیں یا اپنے جسم پر لئے پھرتے ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے۔ کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی دفن کردہ دولت سے خالی الذہن ہو کر دوسرے مکان یا شہروں میں چلے جاتے ہیں پیچھے۔ دنوں چار سو پونڈ کے نوٹ لورپول کے ایک مکان میں ایک حمام کے پائپ کے گرد لپٹے ہوئے پائے گئے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ یہ نوٹ ایک سابق کرایہ دار کی ملکیت تھے جو ہمارا ہے۔ اس نے سخت سردی کے موسم میں اس خیال سے کہ پائپ کے اندر پانی جم نہ جائے۔ اس کے گرد نوٹ لپیٹ دیئے۔ لیکن پھر ان کی خبر نہ لی۔

یورپ کے خانہ بدوش قبائل کے افراد کبھی اپنے روپیہ کو بنک میں جمع نہیں رکھتے۔ جب چند سال قبل ان قبائل کی مشہور ملکہ میری ایچ ووڈ کا انتقال ہوا۔ تو قدیم رسم کے مطابق اس کی گاڑی جلا دی گئی۔ جب جلانے سے پہلے گاڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے۔ تو ایک طلائی سکہ کی چمک نظر آئی۔ اور جب وہ تختے چیرے گئے تو ان سے ایک سو پونڈ کے سکے برآمد ہوئے۔ ان کے علاوہ گاڑی کے اور ٹکڑوں میں سے کئی سو پونڈ نکلے۔

وصیت ۲۵۰۸

میں فتح محمد ولد احمد یار قوم جٹ سندھو ساکن گوبکے ضلع گجرات کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد و متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد بخدمت صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد اراضی دو بیگہ قیمتی الف۔ ایک مکان قیمتی مار مونیٹی قیمتی ساہ ہے۔ یکم اگست ۱۹۲۷ء

بقلم خود غلام حیدر جٹ گوبکے۔ العبد فتح محمد۔ گواہ شد محمد نور بقلم خود ولد مولوی محمد امام الدین۔ گواہ شد بشیر احمد سیکرٹری جماعت گوبکے

اجرت اشتہار

تعداد	پورا صفحہ	نصف صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم	⅙ کالم
۴۸ بار	۲۰۰ روپے	۱۲۰ روپے	۱۰۸ روپے	۶۰ روپے	۴۰ روپے	۳۲ روپے	۲۸ روپے
۲۴ بار	۱۲۰ روپے	۸۸ روپے	۶۰ روپے	۳۲ روپے	۲۴ روپے	۲۰ روپے	۱۶ روپے
۱۲ بار	۹۰ روپے	۵۰ روپے	۳۲ روپے	۱۸ روپے	۱۵ روپے	۱۲ روپے	۹ روپے
۴ بار	۴۲ روپے	۳۲ روپے	۱۳ روپے	۷½ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۳ روپے
۲ بار	۱۸ روپے	۱۱ روپے	۸ روپے	۴½ روپے	۳½ روپے	۲½ روپے	۲ روپے
۱ بار	۱۰ روپے	۶ روپے	۴½ روپے	۲½ روپے	۲ روپے	۱½ روپیہ	۱¼ روپیہ

ہندوستان کی خبریں

— ڈاکٹر کچلو صاحب جو اندور گئے مسلمان ملزموں کے ڈیفنس کے وکیل تھے۔ اندور سے ۹ اپریل کو آدھی رات کے وقت نکال دیئے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو دربار کے ملازم کو موٹر میں سوار کر کے بابا لیا سٹیشن جو کہ اندور سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچا دیا گیا۔

— افواہ ہے۔ کہ آنریبل مسٹر جسٹس سید آغا حیدر جج عدالت عالیہ لاہور کی مدت ملازمت میں ۵ اپریل سے چھ ماہ کی مزید توسیع ہو گئی ہے۔

— زمیندار کا ایک نامہ نگار پانی پت سے لکھتا ہے دو بچوں کے متعلق پہلے اطلاع دے چکا ہوں۔ اس دن سے مزید آٹھ بچے مفقود الخبر ہیں۔ جن میں سے پانچ کی نعشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ تین ہنوز مفقود ہیں۔ دو نعشیں تالاب میں سے برآمد ہوئیں۔ ایک گرجا کے عقب سے۔ ایک نہر سے اور ایک جنگل میں سے ملی۔ یہ جانکاہ حادثہ خون کے آنسو رلا رہا ہے۔ اگر یہ لڑکے ہندوؤں کے ہوتے تو اب تک آسمان زمین ایک کر دیا جاتا۔

— مسجد موضع رام نگر متصل قصبہ لار ضلع گورکھپور میں ۳ اپریل ۱۹۲۷ء کو سور مار کر ڈال دیا گیا۔ جس کی وجہ سے عید الفطر کی نماز بھی ۵ اپریل یوم سہ شنبہ کو ادا ہوئی۔ ہندوؤں کی طرف سے اس وقت تک مسلمانوں کو سخت خوف ہے۔

— حیدر آباد سندھ ۸ اپریل۔ لاڑکانہ کے فسادات کے مقدمات کی سماعت مسٹر غلام حسین آغا مختار کار کی عدالت میں شروع ہو گئی ہے۔

— لکھنؤ ۸ اپریل۔ گذشتہ شب ایک مسلمان ولی کے مزار کے قریب جہاں ہر جمعرات کو فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ ایک مخلوط اجتماع کے درمیان بم پھٹا۔ ۱۳ اشخاص مجروح ہوئے۔ جن میں سے ایک کو شدید ضرب آئی ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ بم خطرناک قسم کا نہیں تھا۔

— مدراس ۸ اپریل۔ آئندہ مہینے میں سیواجی کی سہ صد سالہ یادگار منانے کے لئے مدراس میں تیاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔

— ماہ فروری میں ہز ایکسیلنسی وائسرائے بمعیت ڈپٹی کمشنر شہر دہلی کے معائنہ کو تشریف لے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ چیف کمشنر دہلی شہر کی ترقی کی ایک جامع اسکیم تیار کرنے والے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے ڈپٹی کمشنر سول سرجن و صدر بلدیہ کی ایک کانفرنس منعقد کی۔

— رنگپور ۹ اپریل۔ ہندو مشن کلکتہ کی کوششوں سے بہائی پاڑا میں ۵ سو غیر ہندوؤں کو شدھ کیا گیا۔ اس کے علاوہ ہندو مشن ۵ ہزار غیر ہندوؤں کو شدھ کر چکا ہے۔

— ہوبہ سرلٹے ۸ اپریل۔ مہاراجہ دربھنگہ اور مہاراجہ ٹیگور (کلکتہ والے) سے تعزیری پونیں ٹیکس بقدر چار ہزار اور آٹھ سو روپیہ وصول کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مہاراجہ ٹیگور کی عذر داری پیش ہوئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی حکم جاری نہیں ہوا۔

— ہفتہ مختتمہ ۳۱ مارچ ۱۹۲۷ء صیغہ فایر بریگیڈ کو کلکتہ میں ایک سال کے اندر ۸۵۴ مقامات پر آتشزدگی کے حادثات کی اطلاع موصول ہوئی۔ سال ماقبل میں ان حادثوں کا شمار ۵۹۵ تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ امسال کی آتشزدگیوں نے پچھلے ریکارڈ کو مات کر دیا ہے۔

— مدراس ۷ اپریل۔ کوئم ٹور کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ عید کے دن ایک مسلمان لڑکی جس کی عمر ۹ سال کی تھی زیورات پہن کر گھر سے نکلی اور رات تک واپس نہ آئی۔ صبح اس کی لاش پائی گئی۔

— پٹنہ ۹ اپریل۔ مسٹر گنیش دت سنگھ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ بہار نے ایک ہندو یتیم خانہ قائم کیا ہے۔ جس کے لئے انہوں نے ایک لاکھ روپیہ وقف کیا ہے۔ جو انہوں نے اپنی تنخواہ سے بچایا ہے۔

— کولمبو ۱۰ اپریل۔ سر ہیو کلفورڈ گورنر سیلون نے نہایت ہی اہم تقریر کی۔ جس کے دوران میں اعلان کیا ہے۔ کہ انگلینڈ واپس جا کر سیلون میں ایک کمیشن بھجواؤں گا۔ جس کا کام یہ ہوگا۔ کہ آئین کی نظر ثانی کے لئے بہترین تجاویز پیش کرے۔

— لاہور ۷ اپریل۔ آج لالہ نند لال سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پرمانند خزانچی الہ آباد بنک کا مقدمہ پیش ہوا۔ ملزم پر یہ الزام ہے۔ کہ اس نے بنک کا پچاس ہزار روپیہ غبن کر لیا ہے۔

— علیگڈھ ۱۱ اپریل۔ کل شب میں گاڑیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ پر ایک خانگی جھگڑے سے فساد ہوا جس میں بعض اشخاص کے چوٹیں آئی تھیں۔ آج شہر میں صبح فرقہ وارانہ فساد شروع ہو گیا۔ مکانوں کی چھت سے آزادانہ اینٹیں پھینکی گئیں۔ اور اکے دکے آدمی پر حملے بھی ہوئے۔ جن میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونو کے ضربات آئیں۔ امن قایم ہو گیا ہے۔ اور شہر میں سکون ہے۔ یونیورسٹی کا علاقہ بھی پر سکون ہے۔

— ہردوار ۱۱ اپریل۔ ہردوار کے ریلوے اسٹیشن کے قریب سخت آگ لگ گئی۔ جس کے باعث قریباً بیس دکانیں بالکل جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئیں۔

— کولمبو ۸ اپریل۔ لنکا میں گرمی کی شدت اس قدر ہے کہ کئی آدمی جن کے دل کمزور تھے۔ مر گئے ہیں۔

— کلکتہ ۱۱ اپریل۔ ڈھاکہ۔ چٹاگانگ اور باریسال سے شدید و مہلک طوفان باد کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جان اور مال کا شدید نقصان ہوا ہے۔ اس طوفان باد سے تار برقی کے کھمبے اکھڑ گئے ہیں۔ اور بہت سی جھونپڑیاں اڑ گئی ہیں۔ کئی درخت جڑ سے اکھڑ گئے ہیں۔ یہ طوفان قریب تیس دیہات میں آیا ہے۔

— مدراس ۱۰ اپریل۔ مدراس ہائی کورٹ کے فوجداری اجلاس میں آج بنگلور کے جیمز الفانسو جانسن کا مقدمہ ختم ہوا جس پر یہ جرم عائد کیا گیا تھا۔ کہ اس نے ۱۱ فروری گذشتہ کو اپنی ماں کو قتل کیا۔ جیوری نے بالاتفاق ملزم کو مجرم قرار دیا۔ جج نے حکم دیا۔ کہ مجرم کو پھانسی کی سزا دی جائے۔

— فرخ آباد ۹ اپریل۔ فرخ آباد میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو فساد ہوا تھا۔ اس مقدمہ میں عدالت نے سات ہندوؤں کو عبور دریائے شور کی سزا دی۔

— دہلی ۹ اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ عدالت عالیہ نے مقدمہ فساد چاندنی چوک کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ تمام ہندو ملزم بری کر دیئے گئے۔

— لاہور ۱۰ اپریل۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے بہت سے اہم سٹیشنوں پر بجلی کی روشنی لگا رہی ہے۔

ممالک غیر کی خبریں

— لنڈن ۱۱ اپریل۔ مسٹر چرچل نے دار العوام میں میزانیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ آمدنی میں کمی یا اخراجات میں زیادتی جو کوئلہ حرفت کے رک جانے اور عام ہڑتال ہو جانے کی وجہ سے ہوئی۔ اس کا میزان ۲۷-۱۹۲۶ء میں تین کروڑ بیس لاکھ پونڈ ہے۔ اور ۲۹-۱۹۲۸ء میں نوے لاکھ پونڈ کے خسارہ کی توقع ہے۔

— برطانی رعایا کے تمام افراد ونچو سے نکالے گئے ہیں۔ صرف بحری جنگی افسر اور ایک تبلیغی عورت باقی رہ گئی ہے۔ برطانی جنگی جہازوں نے ۴۰ چینیوں کی جان بچائی۔

— محکمہ بحری نے اعلان کیا ہے۔ کہ جنگی جہاز۔ نیل نیٹس۔ وڈ کاک اور وجن ہنکاؤ سے واپس بلا لئے گئے ہیں۔

— دار العوام میں وزیر جنگ نے کہا۔ کہ نیا بریگیڈ جو چین روانہ کیا گیا ہے۔ ہانگ کانگ جائیگا۔

— لنڈن ۷ اپریل۔ ایلڈوچ برٹش ہاؤس کے متصل نئے انڈیا ہوس کی تعمیر کا کام اگلے موسم گرما میں شروع ہو جائیگا۔ سر ہربرٹ بیکر اور سر اتول چندر چٹرجی آخری امور طے کر رہے ہیں۔ نئی عمارت کا نقشہ بش ہاؤس جیسا ہی ہوگا۔ یہ چھ یا آٹھ منزلہ عمارت ہوگی جس میں تمام دفاتر رہ سکیں گے۔ خرچ کا تخمینہ تیس لاکھ پونڈ ہے۔

— ماسکو ۸ اپریل۔ پیکن میں جو روسی سفارت خانہ پر چھاپہ مارا گیا تھا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے روسی اخبار "افنینہ" لکھتا ہے۔ کہ دولت روس نے ہمیشہ صبر و ضبط سے کام لیا۔ اور اس وقت بھی وہ ان لوگوں کے اشتعال میں نہ آئیگی۔ جو اسے جوش دلا کر چاہتے ہیں۔ کہ وہ کھلم کھلا

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)